بسم اللہ الرحمن الرحیم

غیر منقوطہ

حمد للہ الملک العلام ۔ مصور صور الارحام والاکمام ۔ مصدر [illegible] الاحکام ۔
د المهاد ۔ واهد الوداد ۔ لا اله الا هو ۔ هو الواحد صمد موصل الرام لا مصدر الکلام ۔
الملک والاملاک ۔ مصدر السماء والسماک ۔ ساطع اللوامع ۔ لامع [illegible]
اس ۔ و مرسل الرسل ۔ اللهم وصل سلاما علی رسوله المحمود
و المولود مساعد سواعد الاسلام ۔ مصحح معالم الاحکام ۔ و رسم الحلال والحرام
الصلحاء ملک العلماء والحکماء ۔ محمد الرسول الله ۔ اعلم واکمل و صل الله علی آله و اهله
کرام ۔ و هو رحماء

و بعد

یمدان کہتر کہتریں و کمتر کمتریں حکیم ابو اسحاق محمد شجاع الدین خلف حکیم گل محمد
عب انصاری لاہوری ملتمس ہے ۔ کہ اس راقم بے بضاعت کو اسقدر استطاعت نہیں کہ

...مدار وفضلائے کبار کی فہرست مین

...رلواران کامل فن وخداوندان سخن

...ن ... ...ہی قیمت ہے - بلکہ سراسر مایۂ فخر وعزت - اگر یہہ

خزف پارہ چند جو کچھہ بھی قیمت نہین رکھتے - کسی صاحبدل نکتہ رس کی نگاہ قبول

سے مشرف ہون - تو ہزار سلک جواہر سے بہتر ہین - یہہ میرے لخت جگر ہین

اگر کوئی جادو نگاہ شیرین سخن چشم التفات سے اِنکو دیکھے - تو سو کان یاقوت سے

رتبہ مین برتر ہین - مجھکو سخنگوئی وسخن فہمی کا دعوے نہین فقط اظہار درد

دل مطلوب ہے - جس رنگ مین یہ مدعا ظاہر ہو جاوے وہی مرغوب ہے

مین اپنے کمال کا مدعی نہین ہون - میری طبیعت کو ہمیشہ اِس سے نفور ہے

میرا ہر ایک شعر یادِ رفتگان مین نالۂ جان حزین ہے - میرا ہر ایک مصرعہ اپنے

عزیزون کی جدائی مین شورِ دل غمگین ہے - جو کچھہ مری قلم سے نکلتا ہے

سراسر آہ ونالہ وشور وفغان ہے - بیدرد جانتے ہین کہ یہہ دیوان

ہے - مین کہتا ہون کہ یہ داغ ہجران ہے - اِسواسطے بے اختیار مری زبان سے

یہہ نکلا ہے شعر

ابھی دیکھنے آتے ہین اے عزیزو - جو جنگل تمھارے بسائے ہوئے ہین

اٹھی جو کچھ میرے دل کی نکلا ہے اوسکو اہل بصیرت کے دل مین جگہہ دے کہ میری اس فریاد و فغان کو سُنکر کوئی آفرین و مرحبا کہدے - شعر و شاعری کیطرف گو مری طبیعت کا میلان بہت تہوڑا ہے - مگر تصنیف و تالیف کا شوق مجہہ کو وراثتاً ابا و اجداد سے پہونچا ہے - چنانچہ کتنا بہائے ذیل لکھ چکا ہون :-

پہلے رسالہ جدری[1] بزبان اردو بشرح و بسط لکھا ہے - پہر ہدایۃ الاطبا[2] بزبان عربی - بعد اوس کے شفاء العلیل[3] لدفع ہذیان صاحب ذکر الجمیل اردو مین پہر خزینہ جزینہ[4] متضمن بر مرثیہ ہائے اہل بیت علیہم السلام ازان بعد ازالۃ الہموم فی تقسیم العلوم[5] عربی مین - اب کتاب ہذا المعروف بداغ ہجران لکھی گئی ہے سو بفضلہ تعالے یہ تمام رسایل مطبوع ہو چکے ہین - امید کہ ناظرین اہل بصیرت و دیدہ وران ذی حیرت اگر ان مین کسی قسم کا سہو یا خطا دیکھین - تو چشم پوشی فرماوین اور نکتہ چینی سے درگذرین تا کہ عند اللہ ماجور و عند الناس مشکور ہون و من یتوکل علی اللہ فہو حسبہ

اور واضح ہو کہ کتاب ہذا بادہن[6] انصاری اور رجز[7] غفوری [illegible] اطلاع ضرور ہی لکھ چکا ہون عنقریب مطبوع ہو کر ہدیہ ناظرین [illegible] گیا

کرون کہ مجھہ کو کوئی فرصت کا وقت نہین ملتا ورنہ کبھی ان
امورات مین درنگ واقعہ نہ ہوتا

وافوض امری الی اللہ ان اللہ بصیر بالعباد

قائلہم

حکیم ابو اسحاق محمد شجاع الدین انصاری عفی عنہ

اَلشُّعَرَاءُ تَلَامِیذُ الرَّحْمٰن

بعون الملک الوہاب کتاب لاجواب المسمیٰ

بدائع ہجران

سنہ ۱۸۸۶ء

من تصنیف شاعر بے عدیل و عالم جلیل حکیم ابو اسحاق محمد شجاع الدین

انصاری لاہوری دام افاضہم

حسب فرمائش جناب گردون انتساب حکیم بے مثال طبیب خجستہ خصال حکیم محمد حسام الدین سلمہ اللہ کے

مطبع مصطفائی لاہور میں باہتمام حاجی محمد حسین الدین حفظہ اللہ مالک مطبع کے اہتمام سے طبع ہوا

یا فتاحُ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یا غوث اعظم المدد

ہوا ہی سورۂ الحمد جیسے تاج قرآن کا
بنے یارب الف اللہ کا مطلع میری دیوان کا

نزولِ رحمت الرحمان سی ہوتی رہے اسپر
ہو ہر اک نقطہ اسکا عین چشمہ آبحیوان کا

منقش اسکا ہر اک بیت ہو ایاک نعبد سے
مزین نستعین سے ہووے مضمون اسکے عنوان کا

الف جو اہدنا میں ہے ہو اول وسکے اور آخر
صراط المستقیم اسکے لئے ہو فضل رحمان کا

او رانعمت کی نعمت سی اوسے فیضان معنی ہو
نہو مغضوب کوئی حرف اسکے ساز و سامان کا

الٰہی امن سی رکھ دامنِ آمین میں اسکو
بنے ہرگز نہ یہ دیوان ہدف چشم حسودان کا

کتاب عشق وحدت سے اطیعوا اللہ سیکھا ہی
نہ کچھ دیکھا ہے ہرگز ہمنے کثرت کی گلستان کا

سبق استاد عرفان سی الف کا لگیا جسکو
نہو گا واسطے پیچے تے کی وہ مائل دبستان کا

نگین قلب پر جنکے منقش صورت حق ہے — مٹا ہے اونکے لوح دل سے نقشہ روئے تابان کا

طلب ہے دلکو مولا کی نہ دنیا کی نہ عقبیٰ کی — نہ طالب مال کا ہون مین نہ شائق حور و غلمان کا

جنھون نے پائی ہے تعلیم بخشتون کی مصحف سے — ہمیشہ رکھتے ہین وہ شوق دل مین حق سبحان کا

ہمارا ہے تعلق عین عینیت سے عالم مین — مگر ہے واسطہ اثنینیت سے اہل عدوان کا

بسان دائرہ سمجھا ہے جنکے فیض رحمت کو — مثال نقطہ جنکے سامنے ہے خط عصیان کا

شجاع الدین خدا کی مہربانی اور عنایت سے
ہوا عالم مین شہرہ اس تمہارے داغ ہجران کا

اے قلم لکھ حمد ذات کبریا — جسکی قدرت کا ہے شہرہ جابجا

جملہ انسان و ملک جن و پری — رہتے ہین تسبیح مین اوس کی سدا

قل ھو اللہ احد ہے جسکی مدح — ہے اُسی کی وصف لا احصے ثنا

کوئی ہمسر اوسکا دو جگ مین نہین — نے کوئی ہمتا ہے اوسکا مطلقا

وہ غنی ہے اور رب العالمین — اوسکے ہین محتاج سب شاہ و گدا

کُلُّ شَیٍٔ مَا خَلَا اللہ باطل — ہے یہی اپنا عقیدہ برملا

عرض اور جوہر کو ہے اُس سے قیام — پر نہ وہ محتاج ہے اونکا ذرا

جو کوئی جل سے فنا فی اللہ ہو — بیگمان اونکے لئے ہوگی لقا

دین اور دنیا سے وہ جاتا رہا
ماسوا اللہ کیطرف جو جھک گیا

بالیقین ہر اک کا وہ معبود ہے
اور حقیقت مین ہے سبکا رہنما

نعت احمد اب شجاع الدین تو لکھ
تا کہ سامع سُنکے بولے مرحبا

رسول اللہ مجھے دیدار دکھلا
ترے دیدار کا ہے مجکو سودا

خدا کے واسطے اے فخرِ عالم
مدینہ مین مجھے جلدی سے بلوا

تڑپتا ہون تیری فرقت مین ہر دم
جمال اپنا مجھے دکھلا تو شاہا

مین تیری صورتِ حقی کے قربان
مجھے اپنا بنا مفتون و شیدا

نظیرِ حق ہے جیسی غیر ممکن
ہے ویسی آپکی ہے ذات یکتا

خدا کے بعد ہے اک ذات تیری
نہین ہے تیرا ثانی کوئی حاشا

قدم مین حق ہے واحد عدد مین تو
ہے حق مین اور تجھ مین فرق اتنا

تیرے خدام کا ہون ایک خادم
میرے سر پر سدا رکھ اپنا سایا

تیری امت مین کہلاتا ہون مین
تیرا ہو کر نہ کہلاؤن کسی کا

شجاع الدین مدینہ مین ہو مدفن
یہی اپنی ہے خواہش اور تمنا

ہر اک شئے مین ظہورِ قدرتِ نورِ خدا دیکھا
مگر بے شبہا احد مین احد کو ظاہرا دیکھا

صداقت لی مع اللہ کی ہے ثابت ہوئی اُسدم
حجاب من رانی جسگھڑی ہمنے اٹھا دیکھا

گرین اپنی نظر سے چاند اور سورج کی تشبیہین
ہے جیسے وصف وہ پاک ہمنے والضحیٰ دیکھا

ہوا ثابت ہمین تو ماہرِ علمِ لدنی سے
الم نشرح کی جب تفسیر کو ہمنے ذرا دیکھا

کبھی آوحی مین ہمنے وہ مقدس ذات پائی ہے
کبھی طٰہٰ کبھی یٰسین مین وہ مہ لقا دیکھا

کبھی وہ صورتِ حقی مین آیا ہے نظر ہم کو
کبھی ہم صورت انسانونکی وہ بدر دجی دیکھا

نہ موسیٰ مین صفت موجود ہے یہ اور نہ عیسےٰ مین
محمد کو جہان دیکھا وہین صلّ علی دیکھا

ہین جتنے انبیا اور اولیا اور غوث اور اقطاب
جنابِ سیدِ والا کو سب کا پیشوا دیکھا

خطابِ لن ترانی حضرتِ موسیٰ کے حق مین ہے
الم تر دیک پر حق مین حضرت کے لکھا دیکھا

شفیعا التجا میری سن از بہرِ خدا جلدی
کہ اسدم جز تیرے میننے نہ اپنا آسرا دیکھا

ترا در چھوڑ کر جاؤن کدہر اے سیدِ والا
بغیر از آپکے در کے نہ در ہے دوسرا دیکھا

نہ سید ہون نہ عالم ہون نہ زاہد ہون نہ شاعر ہون
مگر اپنے تئین خادم ترا اے مصطفا دیکھا

بھلا کیون دیکھیے گا منہ ان بتون کا وہ شجاع الدین
کہ جس نے صدق دل سے روی انور آپکا دیکھا

کوئی ہمنے محمد سا نہ پایا
خدا نے بھی کوئی ویسا نہ پایا

سبھی مقبول حق مرسل ہین لیکن — کسی نے آپکا پایا نہ پایا
خدا نے دیکھی سب مخلوق اپنی — مگر کوئی محمدؐ سا نہ پایا
نہ پایا جسنے آنحضرت کو واللہ — کہین ہمنے پتا اوسکا نہ پایا
بہت دیکھے گئے ہین سرو و شمشاد — مگر تجھہ سا قد و بالا نہ پایا
مین سمجھا آپ تو ہین سایۂ حق — اِسی سے آپکا سایہ نہ پایا

شجاع الدین بجز راہ محمدؐ
مرے دل نے کوئی رستہ نہ پایا

تعلق جو خدا سے ہے نبیؐ کا — ہے ویسا ہی محمدؐ سے علیؓ کا
جو رتبہ حق نے حیدرؓ کو دیا ہے — نہین ہے بعد حضرت کی کسی کا
ہے مجکو تو علیؓ سے اک غلامی — کسیکو ہوگا دعوی دوستی کا
علیؓ کو جو کہے بعد از صحابہ — نہین ظاہر ہے وہ سر خفی کا
سقر کیا شئے ہے جسکو سنتے ہو تم — نمونہ ہے وہ شہ کی دشمنی کا
محبانِ علیؓ سے جو رکھے بغض — کرے حق رو سیہ اُس خارجی کا
علیؓ کے گھر کی راہ جسنے بتائی — جنان مین گھر ہوا ایسے متقی کا
جسے ہووے صحابہ سے عداوت — نہ مونہہ دیکھو کبھی تم اُس شقی کا

شجاع الدین لکھ اب تو غوث کی مدح
کر دل سے تو ہے خادم اوس ولی کا

لا مغنے سواک یا مولا		لا مغنی سواک یا غوثا
جو تیرے در پہ التجا لایا		پا لیا اوس نے مدعا اپنا
ہوا دنیا مین اوس کا موںہہ کالا		تیری درگہہ سے جو ہوا مطرود
سب سے تیرا مکان ہی اعلا		شہ دنیا و دین ہے تو بیشک
اک ہون مین اور رنج ہین صدہا	ق	ہائے کیسے بچیگی جان میری
ہوئی جلوہ نما بفضل خدا		لیک گر چشم مہر محی الدین
جیسے کافور اڑتی ہے ہوکے ہوا		دم مین اڑجائینگے وہ رنج سبھی
رہا کرتا ہے گریہ و نالا		فکر دنیا سے مجکو ہر شب و روز
تم ہو وہ لو جہان کے عقدہ کشا		اس سے دیجے نجات بہر خدا

خوف محشر نکر شجاع الدین
کہ وہی ہوگا وان شفیع میرا

ذرا حال سنو سکھیو اوسکا ڈوبی جسنی نکالی نا دریا
یا پیر میری شاہ جیلان بیشک ہو تمہین سلطان جہان

موراسیس ہو قربان جان فدا احمد ہی جسکی چالریا
پایگا مراد اپنی ہرآن جو در پہ ہو تیرے حاجتیا

سپرت پال ہو تو آتا ہون کی وہان ہو تم بنانے — سکھدائی ہو وہ کھیارن کی موری سر پہ ہے غم کی گاگریا

جو جپتے لون مین تیری آوت ہی وہ ساری مطالب پاوت ہی — دو جگمین ایسے کہاوت ہی جو تیرا کہاوت چاکریا

یا غوث معظم قطب ورا ہی مالک فرش و عرش و سما — فرمان مین ہی تیری قدر و قضا ای دنیا دونکی سالریا

کوئی بندر ابن کو جاتی ہے کوئی کعبہ مین حج کو آتی ہے — پر تیرا ہی گیت وہ گاتی ہے سندر سی سجا کر بانسریا

مخدوع کاملین جو کہاتا ہی مت خوف کرو فرماتا ہی — الفت کی شراب پلاتا ہی ہوا عشق میں تیز اسکی مین باوریا

ای نور دو چشم رسول خدا چاہتا نہین ہون مین کچھ اسکے سوا — وہ وقت تو مجھ پر جلدی سی لا بغداد کی لو تمین ڈاگریا

بیشک تم آل پیمبر ہو ہر ایک ولی کے افسر ہو — جیلان کے ماہِ انور ہو بغداد کی تم ہو کھیّا وریا

کوئی ذات خدا مین بتاتی ہی کوئی غوثون مین تجکو بتاتی ہی — کوئی رام ہی کہکی بلاوت ہی کوئی تجکو کہے ہی سانوریا

یعنی خاوریا

گو غم مین پھنسی ہی جانِ حزین اور فکر و الم سے ہی غمگین
پر تیرا ہی واس شجاع الدین رکھ اپنے کرم کی نا جریا

طرفہ آنکھون سے ماجرا دیکھا — ہائے کیا دیکھتا تہا کیا دیکھا

ایسا روٹھا وہ ہمسے پھر نہ ملا — بیوفاؤن کا بادشا دیکھا

ہمنے جس روز سے سنبھالا ہوش — دلکو غم ہی مین مبتلا دیکھا

ہائے ہمنے نہ باغ ہستی مین — غنچۂ دل کبھی کھلا دیکھا

ہجر جانان مین ہر گھڑی ہر پل — اپنے آنکھون سے خون بہا دیکھا

جلد بتلا کہ قاصدا تو نے
مونہہ میرے رشک ماہ کا دیکھا

حالت بیکسی مین غم کے سوا
نہ کوئی اپنا آشنا دیکھا

برے دن مین نہ کوئی کام آیا
آزما کر بھلا برا دیکھا

نہوئے دیر کی طرف راغب
نہ کبھی خانۂ خدا دیکھا

اپنا مشرب طریق زاہدان ہی
عشق کو اپنا رہنما دیکھا

حل مشکل مین اے شجاع الدین
نہ کوئی غوث کے سوا دیکھا

ہمارے گھر مین جو وہ شوخ بیحجاب آیا
تو سمجھے ہین برج اسد مین ہے آفتاب آیا

لکھا یہی تھا نصیبون مین اپنے جو دان سے
خطوط غیرون کو آئے ہمین جواب آیا

نظر سے اپنی گرا دینگے جام کوثر کو
ہمارے سامنے جب ساغر شراب آیا

تمہارے عشق سے خالی کیا نہ سینے دل
ہزار وعظ و نصیحت کو شیخ و شاب آیا

الٰہی خیر ہو آفت کسی کی جان پہ نہ آئے
وہ شوخ مدرسہ مین لیکے ہے کتاب آیا

مین اوس سوار کی شان اور زرک کی ہو قربان
کہ جسکے تھامنے جبریل تھا رکاب آیا

رہینگی فضل خدا سے ہم اوسکے سایہ مین
کہ جسکے واسطے سایہ کو تھا سحاب آیا

کبھی وہ اپنے تھے اب ہوگئے ہین غیر دنی
الٰہی کیسا زمانے مین انقلاب آیا

گر دو گنا ہون سہی اب توبہ وقت آخر ہے
جوانی گذری ہے اور اب وقت خضاب آیا

نہو تو تنگ مصائب سے اے شجاع الدین
تیری مدد کو تو ہے خود ابو تراب آیا

وصلِ صنم مین شوق نہ کچھ کم ذرا ہوا
اور ہجر مین بھی عشقِ بتان کا سوا ہوا

پھر دل ہمارا مائلِ زلفِ دوتا ہوا
اب پھر نوالہ وہ دہن مار کا ہوا

ہر چند سجدہ حق کا نہ ہم سے ادا ہوا
لیکن بتون کا سجدہ نہ سہواً قضا ہوا

واعظ نہ تو جلا ہمین وعظ و پند سے
گر تو بھی سوزِ عشق مین ہوتا جلا ہوا

پائین گے عمر خضر سے ہم اے مسیح دم
بوسہ تمہاری لب کا گر اپنی غذا ہوا

صد شکر ہے عشق نہ چھوٹا تمام عمر
عشقِ بتان جو چھوٹا تو عشقِ خدا ہوا

مر جائین گے جو آپ کے موہنہ سے سنینگے ہم
لگتا نہین دوبارہ جو دل ہو پھٹا ہوا

ہوتے ہین بات بات پہ کیون مجھسے آپ تلخ
اے شکرین مقال تمہین آج کیا ہوا

کیونکر نہ شعر خوب ہون اپنے شجاع الدین
اک شاعرہ سے اپنا جو دل ہے لگا ہوا

وہ بت عیار جس دن سے ہمارا ہو گیا
ہم کو بھی ساری خدائی سے کنارا ہو گیا

ہمسفران اوس ماہ رو سے خود بخود ہو جائینگے
بخت کا اپنے اگر طالع ستارا ہو گیا

آہ اپنی کیا کرے تاثیر اوس مین دوستو — دل جو اوس بت کا مثال سنگ خارا ہو گیا

کیون لگا کرنے صراحا غلط سے وہ روز حشر — شبر و شبیر کا جسکو سہارا ہو گیا

غیرت شمس و قمر کیونکر نہووے وہ پری — جسکی چوٹی کا ہر اک تار استارا ہو گیا

فلسفہ مین طب مین طبعیات مین اشراق مین — نام روشن تر فلاطون سے ہمارا ہو گیا

آتش حسرت مین جلجائے نہ کیون مرا رقیب — اوس کے دل مین جو سخن میرا اشرارا ہو گیا

خیر اپنی ہو چکی اب شر نظر آنے لگا — دانۂ زنجیر سے جب استخارا ہو گیا

بحر تالیف کتب مین غوطہ زن جب سے ہوا — تب سے مجھکو شعر گوئی سے کنارا ہو گیا

راز حق تھا جو شجاع الدین پہ پوشیدہ رہا
وہ نشہ مین اوسپہ سارا آشکارا ہو گیا

کام اپنے نہ کبھی یہ دل ناشاد آیا — ہچکی دیکھا کیا جب ہوئم فصد یاد آیا

درد فرقت سے تڑپتے ہی رہے ہم ساری عمر — بر سر رحم نہ افسوس وہ جلاد آیا

ہو گیا ہے رگ و ریشہ مین اثر سودا کا — اب تو بیفائدہ نشتر لئے فصاد آیا

بولی بلبل کہ خطا مجھسے ہوئی کیا یارب — دام لیکر جو مرے واسطے صیاد آیا

مین عجب طرح کا مجنون ہون کہ ہر موسم مین — لیکے زنجیر مرے واسطے حداد آیا

دم مین اڑ جائیگا یہ درد دل اپنا بخدا — اپنے پہلو مین جو دیکھونگا پریزاد آیا

کیون ہے تکلیف مصیبت سے شجاع الدین تنگ
دیکھ امداد کو تیری شہ بغداد آیا

مرکز پہ ٹہرتا نہین نقطہ میرے دل کا
بن بن کے بگڑ جاتا ہے نقشا مرے دل کا

زنار مین دیکھون ہون نہ تسبیح مین اوسکو
کس رشتہ مین داخل ہے یہ ہنگامہ دل کا

امید ہوئی قطع تیرے ملنے کی جسدم
بہ جائیگا خون ہوکے پھپولا مرے دل کا

اوس پیارے کے ملجانے سے صحت بھی ہوگی
ہوگا نہ مسیحا سے مداوا مرے دل کا

کیا مین نے نیا عشق کیا دھر مین یارب
جو ہر گلی کوچہ مین ہے چرچا مرے دل کا

پھر آگیا دل اوس بتِ بے پیر پہ اپنا
حافظ ہے تو اب یار خدایا مرے دل کا

بیدل نہ کبھی ہونگے شجاع الدین ہم
سبطین پہ ہی جبکہ بھروسا مرے دل کا

زندگی مین مجکو شوقِ مہ جبینان ہی رہا
اور بعد اوسکے خیالِ حور و غلمان ہی رہا

مین ہمیشہ شمع سان سوزان و گریان ہی رہا
اشک تو نے کیا مدد کی سینہ بریان ہی رہا

غیر کے طالع مین اکثر وصل جانان ہی رہا
پر مری قسمت مین ہردم داغ ہجران ہی رہا

اس لباسِ ظاہری کو بارِ ہستی دیکھکر
مثل طفل اشک مین دنیا مین عریان ہی رہا

دامِ زلفِ یار سے آزاد ہمتو ہو گئے
پر رقیبِ روسیہ تو پابجولان ہی رہا

مرتے دم ہر ایک سی ملک کے ہین رخصت ہوا
پر تیرے ملنے کا مجکو یار ارمان ہی رہا

بعد مردن بھی نہ چھوڑا اے جنون تیرا خیال
سنگ مرقد بھی ہمارا سنگ طفلان ہی رہا

اے دلا تجکو مین کہتا تھا کہ مت کر دل لگی
کچھ نہ سمجھا اور تو نادان کا نادان ہی رہا

میرا مشرب دیکھکر قاضی و مفتی کہتے ہین
اب نہ یہ کافر رہا اور نہ مسلمان ہی رہا

اے شجاع الدین جنون مین ہم ہوی استاد ہین
لیک مجنون اب تلک طفل دبستان ہی رہا

تو نے اے یار میرے گھر مین جو آنا چھوڑا
اسلئے ہم نے بھی اب تیرا بلانا چھوڑا

گھر مین غیرون کے جو اوس یار نی جانا چھوڑا
ہمنے بھی غیرون سی دل اپنا لگانا چھوڑا

دل زندہ نہ تیرا ہووے کہین افسردہ
اسلئے مینے تجھے حال سنانا چھوڑا

خون دل اپنا پیا کرتے ہین اوس دن سی ہم
جب سے اوسنی مئے احمر کا پلانا چھوڑا

اپنے تو غم کی کہانی ہے بصد طول و طویل
تو نے کیون اے مری جان اپنا فسانا چھوڑا

تیری فرقت مین کبھی شاد نہو کر بیٹھے
نہ کبھی ایک گھڑی اشک بہانا چھوڑا

رہے جلتا ترا دل میری طرح اے واعظ
جیسے تو نے نہ میرے دل کا جلانا چھوڑا

خندہ پیشانی سے ہم تجکو سدا ملتے ہین
پر نہ تو نے کبھی تیوری کا چڑھانا چھوڑا

چھوڑ بیٹھے ہین ہر اک شے کو شجاع الدین ہم

جبسے اوس شوخ نے مونہہ ہمکو دکہانا چہوڑا

ہو گیا پہر عشق دل کو ابروی خمدار کا ‌ ‌ ‌ کاٹنا اوسکو گیا ہے پہول شاہد مار کا
آگیا ہے اب تو مجکو دہیان چشم یار کا ‌ ‌ ‌ شوق پیدا ہو گیا ہے نرگس بیمار کا
سر لٹکتا ہی رہا اس میری جسم زار پہ ‌ ‌ ‌ ہاتھ کیا قاتل پڑا اوچہا تیری تلوار کا
آپکے وعظ و نصیحت سی ہوئی ہین تنگ رند ‌ ‌ ‌ دہیان رکہنا شیخ جی اپنی پڑی دستار کا
دار پر کہنچنے کا اندیشہ نہین کرتے ہین ہم ‌ ‌ ‌ دیکہتے ہین قصہ جب منصور سی سردار کا
اس جنون مین ہو گیا ہی سر کو اپنے شوق دار ‌ ‌ ‌ اور پانون کو مزا حاصل ہوا ہے خار کا
درد ہجران مین شراب وصل کی تجویز کر ‌ ‌ ‌ اے معالج لکھ نہ نسخہ شربت دینار کا
اسلئے رہتی ہین آنکہین مست میری ہر گہڑی ‌ ‌ ‌ چہپ چکا ہی نقش آنکہین اُس بت میخوار کا

اے شجاع الدین کرین کیون خوف روز حشر کا
اپنے ہاتہون مین ہے دامن حیدر کرار کا

حجاب اٹہا کر بصد تمنا صنم کا ہمنے جمال دیکھا ‌ ‌ ‌ نہ کیونکہ وصل علے کہین ہم کہ عید کا ہے ہلال دیکھا
نہ وصل مین اوسکے عیش دیکھا نہ پیار مین اسکی کچہ ہی عشرت ‌ ‌ ‌ ولیک ہمنی فراق مین اوسکے رنج دیکھا ملال دیکھا
ہین چشم مین یا زاغ چہرہ مصحف ہین ہر دو گیسو ان شمال و اللیل ‌ ‌ ‌ رخ منور کی ہو وین قربان جسے عدیم المثال دیکھا
دیکھ ہر عالم خدا کا پایا ہی جسکے قبضہ مین قدرت حق ‌ ‌ ‌ نہ ایسا ہمنی کسی بشر مین جمال دیکھا جلال دیکھا

جلے ہوں داغ فراق جاناں سے جنکے سینے جا زندگی کے
تو باغ ہستی میں انکو ہمنے کبھی نہ ہوتے نہال دیکھا

فلک کی گردش سے جسکے سینے اٹھائی صدمے مہاجرت کے
بغیر شور و بکا کی اوسکا نہ اور کچھ قیل و قال دیکھا

پہنسا ہی بہولے سے طائر دل بدام گیسوے خال جاناں
تہا آگے جسنے کبھی بہی ایسا نہ دانہ دیکھا نہ جال دیکھا

نہ غرہ جاہ و حشم پہ ہونا کہ یہ تعلی ہے چند روزہ
کہ ہمنے اکثر بڑوں بڑوں کے کمال کو بہی زوال دیکھا

زمانہ جب دیکھتا ہے مجکو تو پہر یہ کہتا ہے بے تامل
کہ قیس و فرہاد کیطرح سے اسے بصد خستہ حال دیکھا

نہ سیدوں میں نہ عالموں میں نہ زاہدوں میں ہمیں پایا ہے تو واللہ
مگر ہیں در اصل بو تراب جو کہ ہمنے خیال دیکھا

شجاع دین کا کلام سنکر ہر اک سخن سنج اوس سے کہتا
حکیم عیسیٰ مقال دیکھا فقیہ اہل کمال دیکھا

گر مفرش خوش تھا اپنا نہ یار ہوتا
سجدہ اکہ میں نہ ہرگز کبھی یادہ خوار ہوتا

دل اوسکو دل سے دیتا جان اسکو جان سے دیتا
واللہ میں ایسا کرتا جو وہ غمگسار ہوتا

گر زیب گوش کرتا دانہ کو کاچ کے وہ
بازے میں اسکے آکر در شاہوار ہوتا

لی شب بنتے تیری ہم جان اور دل سے
ہمکو تیری وفا پر گر اعتبار ہوتا

جو جو اٹہائے صدمے فرقت میں آپکو ہمنے
سب بہول جاتے دم میں گر وصل یار ہوتا

پیتا میں ساغر مل ہو کر کے بے تکلف
گر یار اپنا ساقی یا آبدار ہوتا

او ستمین کو و اللہ اکدم میں چھوڑ دیتا
معقول گر نہ اپنا کچھ روزگار ہوتا

دل اوسی لگا کر آرام و چین کرتے | گر ہاتھ مین ذرا بھی دل بیقرار ہوتا
پہلو مین اوسکو ہر دم دل کی طرح سے رکھتے | گر اوسپہ اپنا قابو یا اختیار ہوتا

اے علی ملائکہ سے ہوتے شجاعِ دین تم
گر طبع مین تمہارے کچھ انکسار ہوتا

منقش لوحِ دل پہ ہے جو نقشہ روئے تابان کا | نہین ہی چھوٹتا اک لحظہ ہمسی شوق قرآن کا
ہوا ہی عشق پیدا مری دلمین زلف پیچان کا | عدو سی خط مین دیکھا تھا رسالہ سنبلستان کا
کبھی دیکھا ہو جسنے نور اُسکے روئے تابان کا | تو پھر کسواسطے دیکھے گا مونہہ مہرِ درخشان کا
ہم اپنے آپکو تو خاکسارون مین سمجھتے ہین | نہین کہتے ہین ہم کچھ شوق ہر گز کاخ و ایوان کا
نہین ہین چاہتے دولت سب اہل فقر اور ذی علم | کہ ہر دم اونکی سینہ مین ہی رہتا عشق یزدان کا
مگر جو آجکل کے ہین فقرا و نیم مُلّا سب | انہین رہتا ہی ہر لحظہ تصور ساز و سامان کا
نہین کرتے ہین خود نیکی مگر نیکو کہتے ہین | ٹھکانا کچھ نہین ان حضرتون کے دین و ایمان کا
بڑے ہی کج فہم ہین آتے نہین وہ سیدھے رستے پر | جنہین رہتا ہی ہر لحظہ تصور زلف پیچان کا
فراق یار مین ہین ہر گھڑی ہر پل تڑپتا ہون | الٰہی ہووے مونہہ کالا مری اس فرقِ ہجران کا
ہمارا دل تو ہے مشتاق تمُھین ہی کا خدا جانے | مگر زاہد ہے خواہشمند ہر دم حور و غلمان کا
وہی ہوتا ہی جو حق نے لکھا ہے روز اول سی | شکایت ہی زمانی کی نہ شکوہ چرخ گردان کا

تمنا ہے یہی تیری ہی در پر مین رہون بیٹھا
ولیکن ڈر ہے مری دل مین ہر دم تیری دربان کا

مدد غیرون سے چاہین کسلئے ہم اے شجاع الدین
ہمارے پاس کافی ہے وسیلہ شاہ جیلان کا

ردیف الباء

میکشو اب مجھے پلاؤ شراب
اور نہ موہنہ سے مری ہٹاؤ شراب

دن کو ہے ابر چاندنی شب کو
مغبچو جلد جلد لاؤ شراب

کون کہتا ہے تمکو ای رندو
پاس اپنے کبھی نہ لاؤ شراب

ہے فقیری مین یہی سوال یہی
لوگو بہر خدا پلاؤ شراب

شکر حق قاضی یہی لگا کہنے
موہنہ کی کیسی ہے اب بتاؤ شراب

نوش جان تمکو ہووے ای رندو
مست کہو کیسی ہے سناؤ شراب

ہے غلام آپ کا شجاع الدین
یا علی اسکو خود پلاؤ شراب

کیون ہین سنتا جا کے گلشن مین صدائے عندلیب
نالہ اپنا تہا جو مثل نالہ ہائے عندلیب

حضرت داؤد کی شاگرد نہین سچ مین ہون ایک
نغمہ و الحان مجہسی سیکہہ جائے عندلیب

انکھین نرگس چہرہ گل گیسو ہین سنبل سرو قد — ایسے گلشن پر نہ کیون سر کو جہکائے عندلیب

باغبان ہے جب بنا گلچین اور صیاد خود — اپنا حال اب ہر کسکو سنائے عندلیب

وہ بہی آئے دام مین صیاد کے یارب کبہی — اس گلستان مین سے جسنے اڑائی عندلیب

بولا گل اکدن صبا سے دم کے ہین مہمان ہم — اب اکدم کے لئے ہمکو ستائے عندلیب

ہمتو آگئے ہی جلیے بیٹہی ہین باغ دہر مین — اب نہ نالون سے مری دلکو جلائے عندلیب

اے شجاع الدین تیرے شور و بکا کو دیکہکر
کیون نہ رونی صورت اپنی اب بنائے عندلیب

شروع عشق بتان است ابتدائے شراب — ظہور سر الہی است انتہائے شراب

چرا امید ہی ای ساقیا مرا بجرعہ — کہ میرسند لبانم زشوق ہائے شراب

کنم تاب بر دہان سرد آتش دوزخ — دہد چو مالک دوزخ مرا سزائے شراب

گہے نہ بادہ بنفتیم گہے بگل غلطم — ہمین وصول مرا شد زکاسہائے شراب

برون زشرم نیاید زخانہ مینا — فدا بشرم شرابیم و بر حیائے شراب

زبنش خالق اکبر فزون بست حرمت مے — انہان نہادہ بہر دو سرا بنائے شراب

زمے چگونہ کنم توبہ اے شجاع الدین
کہ بیچ خم شدہ ام خلق از برائے شراب

اے مری جان ذرا اٹھاو نقاب
پہر ستار دور تکیجے حجاب

آپ کی دید عید ہے مجھکو
گلے لگ جاؤ مری جان شتاب

چاہتا ہون مین شربت دیدار
نہ مجہے کچھ ذرا ہے شوق شراب

سوز فرقت سے جلگیا ہے دل
جلکے بہنکے ہوا وہ مثل کباب

باز آ اپنی پند سے ناصح
کہ ہوا سنتے سنتے دل ہی کباب

ضعف سے ایسا ہوگیا ہون نحیف
رشک کرتا ہے مجہپہ تار رباب

ہیت ثانی کبہی ہے زیرنظر
اور کبہی ہاتھہ مین ہے اسطرلاب

پیر نہ طالع کو اپنے پایا سعید
غور سے ہمنے گرچہ دیکھی کتاب

عشق مین اور جنون مین وحشت مین
نہین رکھتے ہین ہمتو اپنا جواب

انہین تصنیفون سے شجاع الدین
خوب مشہور ہوگئے ہین جناب

ردیف البا فارسی

صحن مین گہر کے ہمارے جبکہ ہری آتی ہے دہوپ
کیا کہون مین تمسے کیا کیا رنگ کہلاتی ہے دہوپ

سرد مہری تیری پہیری گرمجوشی دیکھکر
چاندنی عزت سے چہپتی اور شرماتی ہے دہوپ

جلد آ پہر ہارے خوف ہے مجکو کہین
خواب سے جاگے نہ وہ سر پہ ابہی آتی ہے دہوپ

گرمی داغ جدائی نے کئے ہین اشک خشک — جسطرح سے جز و مایہ کو کہا جاتی ہے دھوپ

فصل گل مین بڑھتی جاتی ہے مری دیوانگی — موسم گرما مین جیسے پاؤن پھیلاتی ہے دھوپ

ٹھنڈی آہون سے مری وہ شعلہ رو آتا نہین — جسطرح سے سرد خانون مین نہین آتی ہے دھوپ

قبر اک ایسا مکان ہے تنگ اور تاریک و تار — چاندنی وان جاتی ہے اور نہ کبھی آتی ہے دھوپ

دوپہر کا شوخ نے ہے وعدہ آنے کا کیا — دن نہین چڑھتا ہے یارب اور ترساتی ہے دھوپ

اے شجاع الدین جو ہووین زیر ظل مصطفےٰ
اون سے تو خورشید محشر کی بھی تھراتی ہے دھوپ

اسے ہے تجھپہ صنم ہمکو پیار آپ سے آپ — پر نہین کرتا ہمین پیار تو یار آپ سے آپ

اپنا یوسف تو عزیزو نہین پہلو سے گیا — کیون مرا ہوتے لگا سینہ فگار آپ سے آپ

ابھی گل باغ مین موجود ہے جا کر دیکھو — نالہ کرتی ہے عبث بلبل زار آپ سے آپ

کوچۂ یار مین چہوڑ آنا میری میّت کو — وہ ہی عاشق کی بنائے گا مزار آپ سے آپ

عید کا چاند نظر آیا خدا شاہد ہے — ہو گیا جب گہڑی وہ جسے دوچار آپ سے آپ

دیکھ لینا تمہین ہم کہتے ہین انشا اللہ — اپنا ہو جائے گا اک روز نگار آپ سے آپ

مت کرو دشمنی دشمن سے شجاع الدین تم
ہو گا اللہ کی عنایت سے وہ خوار آپ سے آپ

ردیف التاء

جز نگار من کسے گلفام نیست ‌ ‌ ‌ حاش للہ خاصۂ او عام نیست

ہمچو تار ساعت اندر گردشم ‌ ‌ ‌ یکدمے آرام صبح و شام نیست

اضطرابم در غم ہجرش فزود ‌ ‌ ‌ در چنین حالت گہے آرام نیست

فقر ما را بین کہ نوشم می بکف ‌ ‌ ‌ شوق ساغر نیست فکر جام نیست

درد ما را نیست درمان ہمچنان ‌ ‌ ‌ قصۂ ہجر مرا اتمام نیست

از لب شیرین شنیدن حرف تلخ ‌ ‌ ‌ عاشقان را بہ ازین انعام نیست

اے شجاع الدین ز عون غوث پاک
بخت ما نیکست و نافرجام نیست

گذری عیشوں مین اسکی ساری رات ‌ ‌ ‌ پر نہ غم کی کٹی ہماری رات

ہے روتی تمام دن غم مین ‌ ‌ ‌ اور رہی اشکبار ساری رات

دن لگاتا ہے تیر فرقت کی ‌ ‌ ‌ ماری ہے ہجر کی کٹاری رات

ہوگا مونہہ اوسکا زرد و افسردہ ‌ ‌ ‌ جسنے میری طرح گذاری رات

وصل مین دن گذر گیا دم مین ‌ ‌ ‌ ویسے ہی گذری اپنی بھاری رات

دن کو غم ہوتے ہین بہت مجکو ‌ ‌ ‌ لیک کرتی ہے غمگساری رات

نہ کسیکی شجاع دین گذرے
گذری ہے جسطرح تمہاری رات

ہے نصیبون مین یار کی فرحت ۔ اور قسمت مین اپنے ہے فرقت
باتون کا ذکر اک طرف لیکن ۔ مارتی ہے ہمین تیری لکنت
زندہ در گور ہو گئے ہم تو ۔ نہ نظر آئی جب تیری صورت
تیرے دیدار کی تمنا ہے ۔ نہ مجھے کچھ ہے خواہشِ دولت
جلکے سینہ ہوا ہے مثلِ کباب ۔ اسطرح کی ہے عشق کی حرقت
ہمکو ہے پیار غم سے پہلے سے ۔ اور اوسکو بھی ہم سے ہے الفت
ہم مین اور یار مین ہے فرق اتنا ۔ اس طرف شوق اسطرف نفرت

صلح کیجیے شجاع دین سب سے
کہ نہین ہم مین لڑنے کی طاقت

الٰہی دے مجھے اپنی محبت ۔ اوٹھے دل سے مری غیرونکی الفت
ترا ہی عشق ہر دم جلوہ گر ہو ۔ بجز اسکے نہ ہووے دلکو رغبت
ہمین ہر اک پکارے بندۂ عشق ۔ رہے ہر کام دنیاوی سے نفرت
مے وحدت سے کر تو سیر مجھکو ۔ کہ تا کثرت مین دیکھون عین وحدت

منقش دل پہ ہے ہو و قل ہو اللہ
تبارک کی رہی آنکھوں میں صورت

ہے تو واحد مگر ہر شئے میں موجود
نہاں پھر کیسے ہو تیری حقیقت

اٹھایا ہے دوئی کا جب سے پردہ
ہوئی معلوم تب سے ہمکو وحدت

شجاع الدین عجب عذب اللسان ہے
ہوئی اب صوفیوں میں اسکی شہرت

سب کچھ ہے میرے یار میں ناز و ادا کی بات
لیکن ذرہ نہ اوسمیں ہے مہر و وفا کی بات

قیدی بنانا حبس میں رکھنا عقیل کو
ادنی سی ادائی اوسکی ہے زلف دوتا کی بات

وعدہ خلافی اور دغا اور ستمگری
سب کچھ ہے پر نہ کوئی ہے اسمیں وفا کی بات

عجز و نیاز فقر کا شیوہ ہے دوستو
اور کبر و عجب و لاف ہے اکثر غنا کی بات

جو ہیں شریف اور وفادار اور نجیب
کرتی نہیں کبھی وہ فریب اور دغا کی بات

تالیف ہو کے جو کہ نہ ظاہر کتاب ہجو
بیشک و شبہہ ہوتی ہے اسمیں ریا کی بات

بخشانا حق سے اور دلانا بہشت کو
یہہ سب کی سب ہی حضرت آل عبا کی بات

سنتا نہیں ہے حال کوئی اے شجاع دین
جا کر سنائیں کسکو ہم اوس نا آشنا کی بات

باب الثاء

آمد رقیب همره دلدار الغیاث
ور سبحه گشت رشته زنار الغیاث

در دهر خوب گشتم و اما ندیده ام
کس یار غمگسار نه غمخوار الغیاث

جز وصل از علاج نه به شد مریض عشق
آمد ندا ز خاطر بیمار الغیاث

ای شیخ وعظ و پند بکن بند بهر حق
از دل خراشیت شده ام زار الغیاث

دیدم چو پیچ گیسوئے مشکینت ای صنم
گفتم بدل ز نیش سیه مار الغیاث

المستغاث من حسد العالم الاجل
وا ز عجب و کبر حاجی و زوّار الغیاث

از کثرة و هجوم عدو ای شجاع دین
گفتم جناب حیدر کرار الغیاث

از جفا و جور خوبان الغیاث
واز فراق و یاس و حرمان الغیاث

خوب گفتی بهر دردم ای طبیب
جز وصالش نیست درمان الغیاث

از وفور گریه شد حالم تباه
الغیاث از چشم گریان الغیاث

سینه ام از آتش فرقت بسوخت
میکنم از آه سوزان الغیاث

الحذر از کفر و از فسق و فجور
الغیاث از شر عصیان الغیاث

گر رسم پیش شه خوبان دهر
گویمش ای جان جانان الغیاث

ای شجاع الدین بگو از صدق دل
الغیاث ای شه جیلان الغیاث

شکوے سے شجاع کرتے ہو تم یار سے عبث
امید لطف رکھتے ہو دلدار سے عبث

جو بات ہونی تھی وہ رقیبون سے ہوگئی
بہلاتے اب ہو دل ہمیں گفتار سے عبث

اپنا بنے گا وہ کبھی ہے خدا گواہ
دل ہی لگایا اوس بت عیار سے عبث

جور و جفا ہی پیشہ ہے اوس سنگدل کا جب
تم ڈھونڈتے تھے مہر جفا کار سے عبث

ہرگز نہ دیکھیگا اپنی بدی سے نہ روسیاہ
امید صلح رکھتے ہو تم زار سے عبث

اس قوم خارجیہ پہ لعنت خدا کی ہے
رکھتے ہین بغض حیدر کرار سے عبث

اکرم کے وصل کے لئے تمتو شجاع الدین
ہوتے ہو شاد اپنے دل آزار سے عبث

مجھے تو آپ کے در کا ہی آسرا یا غوث
بجز جناب کے کوئی نہین مرا یا غوث

بچاؤ دشمنون کے پنجہ سے مجھے اسدم
کر وہ لعین نہین کرتے ہین کچھ حیا یا غوث

اڑی ہے عقل مری کثرت مصیبت سے
نہ اپنی ہوش کا رکھتا ہون مین پتا یا غوث

معالی یافعی جوزی محدث جھلی
تیری ثنا ہین یہ سب کرتے جا بجا یا غوث

بلایئے مجھے قدمون مین اے مرے مولا
خدا کیواسطے بخشو میرے خطا یا غوث

مرے عدو پہ بہت جلد کھینچ شمشیر
مرے محبون کو کیجے امان عطا یا غوث

بجز جناب کے ممنون نہین کسی کا ہون
خدا کے پاس بھی اپنی ہے دعا یا غوث

جو چاہوں دل سے میں پاؤں جناب کی در سے	ہے میرے واسطے در آپ کا کھلا یا غوث

یہ آپ جانتے ہیں کون ہے شجاع الدین
غلام جد و پدر سے ہے آپ کا یا غوث

ردیف الجیم

دل را بہ عشق آن بت ترسا چہ احتیاج	مشتاق کعبہ را بہ کلیسا چہ احتیاج
بس سیر گشتہ ام ز شراب وصال یار	اکنون مرا بہ شیشہ و صہبا چہ احتیاج
آنکس کہ دید درگہ عالیت یا علیؓ	با دیگران شہا بود او را چہ احتیاج
یثرب نرفت و دید ز قبر مقدست	آن را بہ سیر مکہ و بطحا چہ احتیاج
خواندم ز شوق آیہ واللیل اذا سجیٰ	اکنون بہ عشق زلف چلیپا چہ احتیاج
نازم بہ فقر خویش و بدرویشی خودم	با شوکت سکندر و دارا چہ احتیاج

بنشینم اے شجاع چو گاہے ببام یار
بازم بہ تخت عرش معلیٰ چہ احتیاج

رہا زمین پہ گرا ان کے خستہ جان کا مزاج	مگر فلک پہ رہا ہے ان بتان کا مزاج
شہا دوا کرو جلد اس معالج کہ ہے	کہ وہ سمجھتا نہیں ہے دل طپان کا مزاج
ہمیشہ قتل شہیدان میں گل کھلاتی ہے	یہ اوج پہ ہے تیری تیغ خونفشان کا مزاج

شبِ وصال گہٹی اور بہرا ہے روزِ فراق
ہے اندنون مین پہرا ہمسے آسمان کا مزاج

اٹہاؤ بلبلو بستان سے آشیان اپنا
کہ تم سے آج ہے برگشتہ باغبان کا مزاج

نہ کیؤن عزیز ہون اہلِ بصر کو اپنے عزیز
کہ سب سے عمدہ ہمارے ہی خاندان کا مزاج

شجاع اون کی کدورت سے کچھ نہ کچھ دل مین
کہ ہم تو خوب ہین پہچانتے جہان کا مزاج

ناتمام

اس مرے درد کا نہ کسی سے ہوا علاج
عیسی ہو گر مریض پہر اوسکا ہو کیا علاج

سووائے زلفِ یار مین ہمتو ہوئی علیل
اے نبض دان ہمارے لئے کچھ بتا علاج

جسکو مرض گناہون کی ہووے شجاع دین
کرتے ہین اوسکا حضرتِ خیر الورا علاج

کیا طبیعت مین اضطراب ہے آج
اپنی آہون سے دل کباب ہے آج

بیدہڑک آگئے مجہہ سے ملتی تہی آپ
میری جان مجہہ سے کیون حجاب ہے آج

جسم اپنا فراقِ جانان مین
ہو گیا صورتِ رباب ہے آج

جامِ مے بہر کے دی ہمین ساقی
لطف دیتی ہمین شراب ہے آج

بوسے کتنے ہین اور کتنے زخم
لینے اور دینے کا حساب ہے آج

ابر مین سچ ہے جو کہ کہتے ہین
جو گنہ کیجیے صواب ہے آج

کرتے ہین عیش اسلئے ہمتو
کل کو پیری ہے اور شباب ہے آج

ہمنے کیا آپ کا قصور کیا
جس لئے اسقدر عتاب ہے آج

شکر صد شکر اے شجاع الدین
اپنا ممدوح بوتراب ہے آج

ردیف جیم الفارسی

لایا ہے ہمکو وہ بتِ عیار کھینچ کھینچ
اور سب نکالے اُسنے ہین اغیار کھینچ کھینچ

ہے انتظار یار مین حال اپنا اس طرح
مدقوق جیسے مرتا ہے آزار کھینچ کھینچ

ہمتو تمہاری جھڑکی سے ہووینگے جان بحق
ناحق ڈراتے ہو ہمین تلوار کھینچ کھینچ

آج اپنے ساتھ لایا ہے غیرون کو لطف سے
کل ہمکو لایا تھا جو جفا کار کھینچ کھینچ

دیتا ہے اہل دنیا کو اک جذب ہے بہت
جون کہاتا ہے سگ ہے گوشتِ مردار کھینچ کھینچ

کفار شام و کوفہ کو بس زور و شور سے
دوزخ مین پہینکتے تھے علمدار کھینچ کھینچ

باغ جنان مین مومنون کو اے شجاع الدین
قبرون سے لائینگے شہ ابرار کھینچ کھینچ

اب کس سے دل لگائیں تمہارا بتاؤ سچ
ہوتا ہے کس طرح سے گذارہ بتاؤ سچ

یا غوث پاک رہبر کل آپ کے سوا
کس پر رکھوں میں اپنا سہارا بتاؤ سچ

کرتے نہ جان نثار تھے ہم آپ پر جناب
قربان نہ ہوتا دل تھا ہمارا بتاؤ سچ

یہ کیا ہے جو کہ آپ کے رخ پر چمک رہا
چیچک کا داغ یا کہ ستارا بتاؤ سچ

رغبت ہے بھیروی سے نہ سارنگ سے تمہیں
مرغوب کیوں ہے تم کو کدارا بتاؤ سچ

غیروں کے ساتھ اب جو شب و روز پھرتے ہو
کیا ہم سے ہو گیا ہے کنارا بتاؤ سچ

سنبل ہیں یا کہ مار سیہ اے شجاع میں
گیسو ہیں یا کہ عنبر سارا بتاؤ سچ

ردیف الحاء مہملہ

کیا آج زور و شور سے آئی بہار صبح
بستان میں لہرا ہے ہر اک گلعذار صبح

وعدہ کیا ہے آنے کا اوسنے علی الصباح
ہم کو تمام رات رہی انتظار صبح

اوس ماہ وش کے آنے سے بس ماندہ ہو گیا
مشرق سے جلوہ گر جو ہوا تھا نگار صبح

شب کے پیادے شمع ساں کافور ہو گئے
بس دم علم لئے ہوئے آیا سوار صبح

جورات کا ڈرنا تھا مرا خدا گواہ
جاتا رہا ہے دیکھ کے اوسکو قرار صبح

شب نے جو دیکھا روشنی صبح کو تو پھر
ہوتی تھی مال و جان سے اپنے نثار صبح

دشمن کی روسیاہی نہین اُڑتی ای شجاع
ہووے ہزار بار اگر ہمکنار صبح ۷۲

آج ملنے کی اُس سی کچھ ہی صلاح
نظر آتا ہے ہمکو روز فلاح
کثرت رنج اور مصیبت سے
نہین معلوم مجکو شام و صباح
ضاق صدری بقبض معصیتہ
ربنا البسط ایہا الفتاح
صار وجہ العدو مسودا
کمدا و المسود الالواح
قد ترکت جمیع اشغال
دون شرب المفرح الارواح
مجد ابارنا بارض الہند
کضیاء الشموع والمصباح

یا شجاع الحکیم و لو اتاک
لمعان العلوم کالمفتاح

ردیف الخاء معجمہ

جو دیکھا ہمنے اپنے یار کا رُخ
نہ پھر دیکھا کسی دلدار کا رُخ
نہین سمجھے کا اُس کا کل سے کوئی
کہ اب بگڑا ہوا ہی یار کا رُخ
وہ دیتا ہے ہمین صدمے پہ صدمہ
پھرا ہے ہمسے کیون دلدار کا رُخ
خدا کی مار سے جو روسیہ ہو
نہ دیکھو ایسے بدکردار کا رُخ

قلم غم سے ہوا ہی بس ہی میرا | پہرا ہے اپنے اس رہوار کا رخ
بہلا کیون چاہین فنا صاحب فقر | نہین وہ دیکھتے مردار کا رخ
یہان سے ہاگو ابن سعد بولا | ہے لڑنے پر علم بردار کا رخ
پہری ہین جو مودت سے علیؑ کی | بلاشک دیکھینگے وہ نار کا رخ

شجاع الدین کو یارب جلد دکہلا
جناب حیدر کرار کا رخ

اودہر کو آیا دوپٹہ وہ بت خونخوار سرخ | ہمنے بہی خون جگر سے اپنے کی تلوار سرخ
جامۂ گلنار مین اوسکے عجب ہین شوخیان | ہو گئے ہین عکس سے جسکے در و دیوار سرخ
اوس برہمن بچہ کو مرغوب ہی بس سرخ رنگ | رکھتا ہے وہ شوخ ہر دم قشقہ و زنار سرخ
روئی خندان سے سدا پہرتا ہی غیرون سے مگر | غصہ سے رہتا ہے ہمسی چہرۂ دلدار سرخ
جو مریض عشق ہین رہتے ہین ہر دم زرد رو | جسطرح ہوتی نہین ہے نرگس بیمار سرخ
نور روی مصطفیٰ سے ماند تہا ضو قمر | لیکے بیٹہے تہے ردا جب احمد مختار سرخ

نور دیدہ کی جدائی ہی شجاع الدین تاق
کیون نہون اس غم سے میرے دیدۂ خونبار سرخ

جب تو ہم سے ہی ہمکنار وہ شوخ | کرتا ہی ہمیہ جان نثار وہ شوخ

جلد بتلاؤ مجھکو پھر خدا
کیون ہوا آج اشکبار وہ شوخ

اب ملا ہون نہین ملونگا پھر
مجھ سے کہتا ہے بار بار وہ شوخ

اوسکی فرقت مین صبر جاتا رہا
کر گیا دل کو بیقرار وہ شوخ

خنجر تیز ہجر سے میرا
کر گیا ہے جگر فگار وہ شوخ

مثل گل خود ہوا ہوا وہ گل
دے گیا غم کا مجھکو خار وہ شوخ

کس سے جا کر کہین شجاع الدین
ہم سے کرتا نہین ہے پیار وہ شوخ

ردیف الدال مہملہ

اوسکو پہونچا میری خبر قاصد
اور اُسے لا تو زود تر قاصد

حال میرا اُسے سُنا دینا
ہو گیا گر ترا گذر قاصد

یہی کہنا کہ تیری عاشق نے
چین پایا نہ عمر بھر قاصد

دھجیان کیجے گریبان کی
جلد کرتا نہ گر سفر قاصد

ہو گیا اوسپہ آپ ہی مائل
کیا بنا اپنا نامہ بر قاصد

مرض درد ہجر ہے اوسکے
حال اپنا ہے پر خطر قاصد

نہ ملا مجکو وہ شجاع الدین
مجہہ سے کہتا ہے آکر قاصد

کردیا ہے فرقت جانان کی رنگ اپنا سفید
جسم کرکے جدا کرتے ہین جون کپڑا سفید

آجکل ہمدرد خویشون کا نہین ہوتا کبہی
ہوگیا ہے اس زمانہ مین لہو سب کا سفید

اے صنم تیری جدائی نے کیا زار و نزار
اور روتے روتے آنکہون کا ہوا حدقا سفید

تیرہ بختی اوس قسی القلب کی جاتی نہین
جس طرح سے ہو نہین سکتا سیہ اصلا سفید

پر منور جنکے دل ہین اور بظاہر ہین سیاہ
ہین مکرم جون نہین ہے جامہ کعبہ کا سفید

اے پری تیرا بدن گورا نہو جائے خراب
رکہتے ہین ہم اسلئے اپنا لباس چہپا سفید

اے شجاع الدین میری نزدیک سب یکرنگ ہین
سرخ ہو یا زرد ہو یا سبز یا کالا سفید

کسکا غم آج ہمکو آیا یاد
جب سے اکدم مین ہم ہوئی برباد

دیکہکر تیرے نقش صورت کو
ہوئے مسکوت مانی و بہزاد

ابہی موسم بہار کا ہے دور
لایا زنجیر جلد کیون حداد

قد و بالا کو دیکہکر تیرے
ہوئے شرمندہ سرو اور شمشاد

مین نہین مدعی انا الحق کا
کیون میری پیچہے ہین پڑے جلاد

مین ہون اوستاد یا کہ مجنون ہے
ای جنون اسمین کیجیے ارشاد

ابہی آتے ہین اے شجاع الدین
تیری امداد کو شہ بغداد

تاتمام

چلنا ادا سے جسطرح ہے اُس پری کو یاد
ویسا کبہی نہ ہووےگا کبک دری کو یاد

افسوس تو نے ہمکو فراموش کر دیا
پر دل سے کرتے ہین تیری ہم دلبری کو یاد

جو یاد تجہکو سحر و فسون دلبری کے ہین
بیشک کبہی نہووین گے حور و پری کو یاد

ایام وصل ہو لیے ہین اور ہجر یاد ہے
کرتے ہین ہمتو اپنی ہی مین بہتری کو یاد

ہر ایک کی شجاع جو تم خیر خواہ ہو
پہر کیون ہو کرتے دشمنون کی ابتری کو یاد

نہین کرتے ہین وہ ہرگز گل و گلزار پسند
جنکو محبوبون کو ہو جاتے ہین خار پسند

ہین سوا عرش سے اوسکو در و دیوار پسند
کرتے ہین خلد سے ہم کوچۂ دلدار پسند

نیک نیکی کو بہت چاہ سے کرتا ہے سدا
جون بدی کو ہے بہت کہتا بد اطوار پسند

شیخ جی مسجد و محراب سے نفرت ہی ہمین
پر ہین اوس بت کی ہمین قشقہ و زنار پسند

بہاتی ہرگز نہین ہی کبک دری کی نہین چال
جنکو آجاتی ہے محبوبون کی رفتار پسند

چھوڑ کر عشق بتون کا سجدہ اٹھ بیٹھے گئے
شیخ جی آپ بھی سر ننگے ہو مثلِ رندان

سچ ہے راحت کو کیا کرتے ہین ہمار پسند
کیونکہ اس بزم مین ہرگز نہین دستار پسند

جو شکر لب ہین ہر اک بات مین انکی ہے مٹھاس
کیون نہون شعر ہمین حضرت غالب کے پسند

جس لیے اون کی ہے ہر ایک کو گفتار پسند
رکھتے ہین طبع جو ہم ویسی ہی اشعار پسند

ہین فصاحت سے بھرے شعر شجاع الدین کے
اوسکے دیوان کے کیونکر نہون اشعار پسند

باب الذال المعجمہ

ہمکو پہونچا ہے جو از جانب دلبر کاغذ
کہین مشفق کہین ہے کہین جان کہین روح

عطر سے خوب معطر تھا سراسر کاغذ
تہین ہم لکھتے ہین ان لفظون سے دلبر کاغذ

نازک اندام اُسے ناز و ادا نے ہے کیا
کر دیا غم نے ہمارا ہی بہت پتلا حال

مثل تصویر بنا یار کا بستر کاغذ
ہو گیا ہے بخدا یہ تن لاغر کاغذ

بعد مردن مرا سب حال کفن پر لکھنا
آتش ہجر کی تحریر سے کیون جلتا خط

کہ نہین ہاو گے اس سے کوئی بہتر کاغذ
کہ ہوا تھا صفت جسم سمندر کاغذ

اب نہین ہم سے لکھے جاتے ہین اشعار فراق
گریہ و اشک سے ہے اپنا ہوا تر کاغذ

جبکہ لکھتے ہین ہم اوصاف شہ جیلانی
اوس گھڑی بنتا ہی جبرئیل کا شہپر کاغذ

حالِ دلِ پارہ دمن پہ شجاع الدین لکھ
کہ نہین ہوتا ہمین اب تو میسّر کاغذ

اوس شکرین سخن کی ہی جیسی زبان لذیذ
ویسا نہین ہے میوہ باغِ جنان لذیذ

کیا ہی مزے سے کہاتا ہے غم ہڈیان میری
یہ جانتا ہی گوشت سے ہے استخوان لذیذ

کیونکر مزے اڑائین نہ سیبِ ذقن کے ہم
ایسا کوئی ثمر نہین لے باغبان لذیذ

اوس تلخوش کو جان سی کیونکر نہ چاہین ہم
سمجھے ہی اوسکو دل سی جو شیرین دہان لذیذ

پوشیدہ عشق آپ کا ہم دل مین رکھتے ہین
اسواسطے کہ ہوتا ہے درد نہان لذیذ

رکھنا کباب دل کے میری غم کے سامنے
مطلوب ہے طعام پئے مہمان لذیذ

بوسہ مین اوسکی لب کے ہے جو لطف ای شجاع
سیب و انار خلد مین ایسے کہان لذیذ

آج ہم لکھنے لگے ہین سوئے جانان کاغذ
اسلئے ہمکو ہے مطلوب زر افشان کاغذ

پھینک دیتا ہے ہوا مین میری خط کو اکثر
کاغذ بادی سمجھتا ہے وہ نادان کاغذ

بات پر رہتے ہین قایم جو ہین مونہہ کے سچّے
معتبر رکھتے نہین صاحب ایمان کاغذ

اپنے چھپنے کو ہین اشعار یہہ الثنا اللہ
کیونکہ ہمنے ہی منگایا پئے دیوان کاغذ

دھجیان میری گریبان کی منگا لیتے ہین	لکھنے جب بیٹھتے ہین طفل دبستان کاغذ
وصل اوس یار کا اسطرح سے ہو جائے نصیب	جیسے وصلی مین سدا رہتا ہے چسپان کاغذ

مت کرو دلمین ذرا فکر شجاع الدین تم
خلد کا دیتے ہین تم کو شہ مردان کاغذ

باب الرای المہملہ

کیا سجی ہے زلف پیچان یار کے رخسار پر	حسن کا ہے خاتمہ گویا رخ دلدار پر
کیون ستم کرتی ہو ایجان میرے جسم زار پر	ظلم جائز ہے نہین کرنا کسی بیمار پر
اس انا الحق کی بدولت مذہب صوفیہ ہین	حضرت منصور نے معراج پائی دار پر
حور و غلمان کیطرف وہ دیکھتے بالکل نہین	جو نظر اپنی ہین رکھتے ہر گھڑی دلدار پر
اپنی صورت کو دکھاؤ نور چشم مصطفےٰ	زندگانی ہے مری صرف آپکے دیدار پر
تیرے کہنے پر تصدق تیری آنی پر نثار	سر فدا کرتے ہین ہمتو اس تیرے اقرار پر
یاد آتی ہین ہمین اوس یار کی چیچک کی داغ	جب کبھی اپنی نگہ پڑ جاتی ہے گلزار پر
مے کے پینے سے جو کرتا ہی بہت انکار شیخ	تم الٹ دو رند و ساغر شیخ کی دستار پر

ای شجاع الدین شفاعت کا بھروسا اپنا ہی

احمد مختار پر اور حیدر کرار پر

ہمسے انکار ہے کہ ہے اقرار
جلد بتلاؤ مجکو اے دلدار

دید کی تیری مجکو خواہش ہے
چاہتا ہون نہ اور کا دیدار

مسکراتے ہین اور ہنستے ہین وہ
جسگہڑی سُنتے ہین مرے اشعار

بات اوسکی نبات سی شیرین
ہوتی معلوم ہے دم گفتار

عرش اعظم سے ہی بلند بہت
اے رسول خدا ترا دربار

مجکو خدمت مین جلد بلوا لو
از براے ائمۂ اطہار

رنج سے مین ہوا ہون زار و نحیف
اور غم نے مجھے کیا لاچار

دونون عالم مین مجکو عزت بخش
اور مرے دشمنون کو ہو ادبار

دوست میرے ہون باغ جنت مین
میرے بدخواہ ہون فنا فی النار

بطفیل نبی شجاع الدین
دور ہووین گے میرے سب افکار

ہمتو جانے کے نہین ہین کوئی جانان چھوڑکر
دشت و ویرانہ مین کیون جائین گلستان چھوڑکر

بالیقین ہوتی ہی فرقت بعد از ایام وصل
دیکھ لو قالب کو اکدن جاتی ہی جان چھوڑکر

ہوگئے ہین شیخ جی رندونکی محفل مین شریک
جائینگے اب تو وہ اپنا دین و ایمان چھوڑکر

چہوڑتے دنیا کو ہرگز ہین نہین اہلِ ہوس
لیک اکدن جائینگے سب کاخ و ایوان چہوڑکر

سلطنت کو مال کو اقبال کو اور جاہ کو
چل بسے ہین خاک مین دارا و خاقان چہوڑکر

قیس اور فرہاد تو ہم سے کبہی پیچہا چہڑا
لیک ہم جائین کہان پر اونکا دامان چہوڑکر

مین تو ہرچند اون کی پاؤن سی لپٹتا ہی رہا
چلدیئے آخر وہ ہنسکر مجہکو گریان چہوڑکر

گر ہمین امید اون کے ملنے کی صحرا مین ہو
ہم وہان جائینگے بیشک باغِ رضوان چہوڑکر

اے شجاع الدین لگائے تکیہ ہم بیٹہے تو ہین
کون جائے آستانِ شاہ جیلان چہوڑکر

کیا ہوئی آپ کی ہمسے تقصیر
صلح کی جو نہین بنتی تدبیر

جوش پر اب تو جنون ہے اپنا
جلد منگوایئے بہاری زنجیر

دیکہتا گو نہین مین تجہکو مگر
ہے میری آنکہون مین تیری تصویر

شکر صد شکر کہ مجنون کیطرح
عاشقون مین ہوئی اپنے تشہیر

دیکہکر شعر میرے کہتے ہین سب
بخدا خوب ہے اسکی تحریر

وصل کا دن نہین دیکہا مینے
کب خدا الٹیگا میری تقدیر

اپنے بختون نے اگر یاری کی
ہم بھی چل دیکہین گے قبرِ شبیر

ہمنے شوقیہ لکہے ہین اشعار
ورنہ اس فن کی نہین کچہہ توقیر

دور غم کیجے شجاع الدین کا
یا علی غم سے ہوا ہے دلگیر

افسوس مرا ہوگیا جینا کوئی دن اور
اور غم کے لئے مین رہا تھا کوئی دن اور

اس درد جدائی سے جو مرجاتے تو تھا خوب
پر کیا کرین تھا صدمہ اٹھانا کوئی دن اور

جاؤگے تو بیشک مگر اے مونس و ہمدم
رہ جاؤ مرے پاس خدارا کوئی دن اور

جانے مین بہت آپ نے جلدی کی صد افسوس
دیکھا ہے نہ دنیا کا تماشا کوئی دن اور

کیا عید ہی کے دن تھا مری جان تمہین جانا
جانیکے لئے تمنے نہ سوچا کوئی دن اور

پاس آپکے آئین گے ہم اک روز بصد شوق
پر دیکھتے ہین آپکا رستا کوئی دن اور

پا لیوین گے اوس ست شجاع جگر افگار
گریون ہی رہی اپنی تمنا کوئی دن اور

باب الزاء المعجمه

ناتمام

آیا نہ میرے پاس وہ شیرین دہن ہنوز
کم سن ہی لاڈلا ہے وہ رشک چمن ہنوز

داغون پہ داغ صدمون پہ صدمہ غمون پہ غم
افسوس باز آیا نہ چرخ کہن ہنوز

گو ہمنے لکھد یئے ہین رسایل شجاع دین
پر ہم نے کوئی نہ پایا دا اہل سخن ہنوز

کسکی جہانجن کا آئی ہے آواز
اوسکے ملنے کی اب نہین امید
ہمنے دیکھے ہین دلربا سارے
ہم سمجھتے تھے اوسکو اہل وفا
دیکھکر حسن اوس پہ ہی روکا
نہ بچا تیرے پنجہ سے کوئی

کسکے غم نے کیا ہے سینہ گداز
ہم اکیلے سفر ہے دور دراز
پر کہان تجھسے ناز اور انداز
پر زمانہ کا نکلا وہ دمباز
عقل اور ہوش کر گئے پرواز
ایہا العشق تو تو ہے شہباز

غوث کے در پہ ای شجاع الدین
دل سے رکھتے ہین ہم جبین نیاز

رکھتا ہی جان و دل سے کوئی مال و زر عزیز
ہم پیشہ اپنے سب ہین بسبب لائق اور شریف
ہر ایک شعر اپنا نہ کیون ہمکو ہو پسند
کیا وہ جواب حشر مین خالق کو دینگے
افسوس اپنی زیست کا جاتا رہا مزا

پر صاحب بصر تو ہین رکھتے بشر عزیز
اہل ہنر کو رکھتے ہین اہل ہنر عزیز
یکسان پدر کو ہوتی ہین اپنے پسر عزیز
دنیا مین جنکے پیر ہے ہین در بدر عزیز
جسدن سے ہم ادس صنم نے کیا ہے سفر عزیز

راغب بسوئے خیر بدا ہوتا ہے شریف | جس طرح سے کہ کھتا ہے شہر اہل شہر عزیز

اندھے سمجھتے تمکو نہین کچھ شجاع دین
پر دل سے رکھتے ہین تہین اہل نظر عزیز

اوٹھاتے دل سے ہین ہم یار خوش ادا کا ناز | کہ جیسے قیس اوٹہاتا تھا دلربا کا ناز
حجاب دور کرد اور چھاتی سے لگجاؤ | ہمین پسند نہین شرم اور حیا کا ناز
اشارے ہمسے ہین اور غیر سے ہے بوس و کنار | ہم اس طرح سے نہین چاہتے ریا کا ناز
خدا پرست جو ہین ہوتے ہین وہ بت پرست | اسی سبب سے اوٹہاتے ہین آشنا کا ناز
بہت سی کشتے ہوئی اور بہت ہوئے بسمل | ہے اوس پری کا خدا جانے کس بلا کا ناز
الٰہی تیری رحیمی پہ ناز ہے میرا | مگر ہے اپنی عبادت پہ پارسا کا ناز

بجز حسین کے تہا کون اے شجاع الدین
کہ جسنے سر کو کٹا کر اوٹہایا حق کا ناز

ہے آج فصل گل مین ہر اک گلعذار سبز | اور خط نو دمید سے ہے روئے یار سبز
نوباوگان حسن کا گلشن مین ہے ورود | جس سے چمن مین آج ہوئی ہے بہار سبز
ہے خضروش عصا لئے استادہ باغبان | لالہ ہے سرخ اور رخ کو کنار سبز
آتے ہین اور بولتے مرغان سبز ہین | جو وقت دیکھتے ہین ہر اک شاخسار سبز

فیاض اپنے فیض سے کرتا نہین گریز | دیکھو کہ ہے درخت ہر اک سایہ دار سبز
سیّد وہ نام کے ہین مگر اصل کے نہین | اپنا لباس کرتے ہین جو اختیار سبز
ہم مر گئے ہین ہجر مین اوس سبز پوش کے | اپنے لئے ضرور ہے سنگِ مزار سبز
ہے جوش پر بہار جوانی کی یار پر | اسواسطے وہ رہتا ہے لیل و نہار سبز

مولا نے گر کرم کیا تجھہ پہ شجاع دین
پھر ہوگی شاخِ عمر تری ایکبار سبز

باب السین مہملہ

فصلِ گل مین گھر میرا ہوتا ہے ویران ہر برس | پھر یہی بستا ہے مجھسے اس صحرا کا دامان ہر برس
وشت اور صحرا ہمین رکھتے ہین مہمان ہر برس | رکھتے ہین تلوون مین ہم خارِ مغیلان ہر برس
کیون نہ سمجھین ہم مہینون مین مہِ شعبان سعید | دیکھتے ہین جو خطِ رخسارِ جانان ہر برس
عرصہ پا کر غمِ ہجران سے گھٹتا خلق کا | لیک میرا غم ہے ہو جاتا دوچندان ہر برس
اس جنون کی مہربانی سے دمِ فصلِ بہار | کرتے رہتے ہین ہمین حدّاد حیران ہر برس
حق رکھے آباد اپنے فضل سے لاہور کو | اسجگہ آتے ہین عمدہ مرثیہ خوان ہر برس
اے جنون تجکو مبارک ہو کہ تیرے دور مین | پڑھنے کو جاتے ہین ہم ہو کے عریان ہر برس

ای شجاع الدین ہم اونکی بہت مشکور ہین
دلسے جو دیتے ہین نذر شاہ جیلان ہر برس

مجکو پہونچاوے کوئی بہر خدا یار کے پاس	کیونکہ غمگین سدا چاہیئے غمخوار کے پاس
آج تو شوق سے بیٹھے ہین وہ اغیار کی پاس	کل کو جو بیٹھے تہے وہ مجہ جگر افگار کی پاس
مجتنب ہوتی ہین دنیا سے جو ہین دل کی غنی	شیر اور باز نہین جاتے ہین مردار کی پاس
قتل ہو یا ہدف تیر شہادت ہو جائے	آئی اکبار کوئی ابروئے خمدار کے پاس
جبکہ کرتے ہین نکیرین محبّ سی پرسش	علی تائید کو آتے ہین عزادار کے پاس
مین تو اک جنس ہون ناکارہ خدا شاہد ہے	قدر کس طرح سے ہو میری خریدار کی پاس
اے دلا تو تو خدا جانے عجب نادان ہے	ہر گہڑی جاتا ہے جو شوخ دل آزار کی پاس
مین جو نادار ہون کہتا ہے مجھے سیم بدن	ہم رہین گے بخدا اب کسی زردار کی پاس

جو محبّ آل محمد کے شجاع الدین ہین
حشر مین ہووین گی سب احمد مختار کی پاس

ہمسے بگڑا ہے وہ نگار افسوس	ہوا غیرون سے ہمکنار افسوس
اوسکی فرقت مین ہم تڑپتی ہین	دل کا جاتا رہا قرار افسوس
جب ہمین وہ نظر نہین آتا	دل مین بیتاب کرتی ہین ہزار افسوس

ہوتا معلوم ہے جب کہ تیرا ‌ ‌ نہ کبھی تجھ سے کرتے پیار افسوس

ہمسے رخصت ہوئی ہو جب دم سے ‌ ‌ نہ ملے پھر تم ایک بار افسوس

بعد مردن بھی در بدر رہے ہم ‌ ‌ نہ کہین ہے ملی مزار افسوس

ہوتا کیا خوب جو تجھے کہتے ‌ ‌ مرگیا تیرا جان نثار افسوس

صدمۂ داغ ہجر جانان سے ‌ ‌ ہوا سینہ یہ داغدار افسوس

جامۂ زندگی تھا جو اپنا ‌ ‌ ہوگیا غم سے تار تار افسوس

ہائے پیری مین یہ ملا ہمین غم ‌ ‌ اپنے بوٹے گئے بہار افسوس

غم کے خنجر نے اے شجاع الدین
کر دیا ہے جگر فگار افسوس

باب الشین معجمہ

نہین ہوتا وہ جان ہمسے ہم آغوش ‌ ‌ اسی غم مین سدا رہتے ہین خاموش

خدا جانے خطا ہمسے ہوئی کیا ‌ ‌ جو وہ ہمسے سدا رہتا ہے روپوش

تمہارے نشۂ الفت مین ہین مست ‌ ‌ ہمین ناحق سمجھتے تم ہو بیہوش

پتا ہرگز نہین لگتا کسی کو ‌ ‌ تیرے وہ حسن کے دریا کا ہے جوش

پیا کرتے ہین خم کے خم ہمیشہ — نہین ہم رند و تم جیسے قدح نوش
جو دل سی پیار ہمسی رکھتے ہو تم — یہ احسان تو ہوویگا فراموش

شجاع الدین تلاشِ یار مین ہم
رہا کرتی ہین ہر دم خانہ بر دوش

ساقیا جلد پلا مے کہ ہون پی کر بیہوش — اچھا ہے گر مجھے کر دے مے احمر بیہوش
خاکساری مین عجب مست ہین ہمتو لیکن — مال کی کمبر سے رہتے ہین تونگر بیہوش
ہم تیرے ہجر مین تڑپا کئے ہین ساری رات — اب مے وصل سے کر ہم کو سراسر بیہوش
ساقیا جتنی پلانی ہو پلا مجھہ کو شراب — پر مین ڈرتا ہون کہ ہو جائے نہ دلبر بیہوش
ہم تو پیتے نہین اِس مے کو برائے عشرت — بلکہ پیتے ہین کہ ہم ہو رہین دم بھر بیہوش
فرقتِ دائمی اوس شوخ کی جب آئی یاد — تو پھر اے دوستو ہو جائین نہ کیونکر بیہوش

شوق سے نوش کرو مے کو شجاع الدین تم
کہ نہین کرتی مے ساقی کوثر بیہوش

اِس دلکو سخت ہو رہی ہے یار کی تلاش — غمگین کو جیسے ہوتی ہے غمخوار کی تلاش
افسوس تکو رہتی ہے اغیار کی تلاش — لیکن نہین ہے اپنے وفادار کی تلاش
عاشق تمہارے غمزہ سے ہوتے ہین جان بحق — ناحق تمہین تو رہتی ہے تلوار کی تلاش

عشقِ بتان کو چھوڑتے ہین جان و دل سے وہ
ہوتی ہے جن کو ایزدِ غفار کی تلاش

توبہ ہے جبکہ حشر مین تعذیر کے لئے
مالک کو سخت ہوگی گنہگار کی تلاش

کہتا ہون اوس رقیبِ سیہ رو کو دیکھکر
اِس بدگہر کو کیون ہے سیہ یار کی تلاش

مقصود اپنے پالئے ہمنے شجاع دین
جب سے ہوئی ہے حیدرِ کرار کی تلاش

دکھاتی ہے ہمین سرما مین کیسی اک بہار آتش
نظر آتی ہے اب ہمکو برنگِ گل انار آتش

ہوئی ہے قحط سالی اسقدر آتش کی انروزون
مثال کہر دیتے ہین ہمین ہی مستعار آتش

صدورِ حکم قلنا جب ہوا آنذات وحدت سے
ہوئی تب بہر ابراہیم گلشن ایکبار آتش

زمرد سا ہے خط اور چاندکی سی ہے وہ پیشانی
ہین زلفین مشک وعنبر اور ہے روئے نگار آتش

بہ پیشِ اہلِ دانش آگ بہی اک خاص عنصر ہے
مگر زرتشتیون کے واسطے ہے کردگار آتش

ان آہون نے جلائی عضو عضو سے شجاع الدین
جلاتی جسطرح سے اپنے ہے قرب وجوار آتش

باب الصاد مہملہ

اسے ہمتو ہوئی ہین اب اسیرِ دامِ قفس
اور نہین کل پڑتی ہے ہمکو بجز از نام قفس

ناچتے ہین کودتے ہین شاد و خورم ہوتے ہین
جس گھڑی سُن لیتی ہین گلفام سے پیغام رقص

جان و دل سے کیون نہون مصروف اُسمین رات دن
چھیچے آغاز ہے اور قہقہے انجام رقص

پیر مین لغزش ہوئی ہے مشتری و زہرہ کے
اوٹھتا اِس انداز سے ہے اوس پری کا گام رقص

جو کہ اہل وجد ہین وہ رکھتے ہین شغلِ سماع
اور بپاسِ فقرہ وہ ہوتے ہین از بس رام رقص

بسکہ ہین معتاد بزمِ رقص کی اہلِ غنا
عالم رویا مین اونکو ہوتا ہے الہام رقص

اے شجاع الدین ہمارے پاس سیم و زر نہین
لیک ہم رکھتے ہین اکدل دینکو انعام رقص

زر کا از بس ہے وہ نگار حریص
لیک پہلے نہ تہا وہ یار حریص

یا علیؑ مال و جاہ کا دا اللہ
نہین یہ تیرا خاکسار حریص

اے خدا دولتِ قناعت دے
نہ میرے ہووین ہمکنار حریص

رو سیاہ ہون کر کون ہوتے ہین
یار و غمخوار و غمگسار حریص

خلد مین ہوگا قانعون کا گہر
اور ہووینگے اہل نار حریص

ساری دنیا کی پاوین ہم دولت
یہی کہتے ہین بار بار حریص

دین و دنیا مین ہونگے خوش قانع
اور ہووین گے شرمسار حریص

نیک و بد خوب دیکھا عالم مین
نہ کبھی دیکھا ذی وقار حریص

حق سے ہی یہ دعا شجاع الدین
سارے ہو جائین سنگسار حریص

جو کہ توحید سے اس فرقۂ اسلام مین خاص	بخدا ویسی نہین ہے طرقِ عام مین خاص
سیر ہو کر مجھے دے جام پیاپے ساقی	کیونکہ ہے بیخودی ازبس تری اس جام مین خاص
بوسۂ رخ بھی ملا اور ملا بوسۂ لب	برکت حد سے فزون اوسکی ہے انعام مین خاص
گالیان سنکے فدا ہونا تڑپنا مرنا	یہ تو تاثیر ہے واللہ تیری دشنام مین خاص
مدح گوئی سے حسین ابن علی کی ہم تو	ہو گئے ہین بخدا زمرۂ خدام مین خاص
حضرتِ عشق کی آغاز مین ہوتا ہی وصال	لیک فرقت تو ضرور اوسکی ہے انجام مین خاص

کیون نہ مشہور ہو تصنیف شجاع الدین کی
کہ لگا رہتا ہے وہ دل سے اسی کام مین خاص

باب الضاد معجمہ

ٹوٹ جائے یہ کہین آج الٰہی مقراض	پر کترنے کو ہے صیاد نے چاہی مقراض
قرض کو کہتے ہین مقراضِ محبت سب لوگ	بلکہ اس امر پہ دیتی ہے گواہی مقراض
کرتی لاشے ہی اُسے چلتی ہے جس پر اکبار	بنگئی صورتِ لا آپکی کیا ہے مقراض

جلد پرواز کرے سینہ سی یہ طائر دل / پاس صیاد کے جب آئی الٹہی مقراض
بالیقین لشیں سیہ روکی کتر ڈالیگی / پر نہ کہو دیگی کبھی اوسکی سیاہی مقراض
عشق نے تیر ہی کئے دلکی ہمارے پرزے / جیسے قرطاس مین کرتی ہی تباہی مقراض

واہ کیا عمدہ طبیعت ہی شجاع الدین کی
جسنے اسطرح مین خوبی سی بناہی مقراض

جیسے رکھتا ہے وہ رشک مہ تابان عارض / ویسے رکھتا نہین ہی مہر درخشان عارض
لاکھ جان سی ہو فدا اسکے پیاری جانی / دیکھ پائے جو تیری یوسف کنعان عارض
کیون نہ ہم چہرۂ دلدار کو ہر دم دیکھین / داغ چیچک سے بنا ہی تو گلستان عارض
ابر سے جاتے ہین چھپ جسطرح شمس و قمر / ویسے ہی کاکل مشکین مین ہی پنہان عارض
گھر اندھیرا ہمیں ار روشن تیری آنیسے ہوا / ماہ رو خوب تو رکھتا ہے درخشان عارض
حسن احمد کے دل و جان سی قایل ہین ہم / جسکے روشن تھی مہ و خور سی دو چندان عارض

زندہ در گور نہ کیون ہو وہ شجاع الدین سا
غم سے ترستے ہون جس شخص کے ہر آن عارض

پیتے ہین خون جگر ہم مئے احمر کے عوض / کاسۂ پاس ہمین ملتا ہی ساغر کے عوض
باز آئینگے نہین کہنے سے تیری ناصح / گالیان کھائینگے ہم بوسۂ دلبر کے عوض

ہم کو سرکار جنون سے ہوا یہ فیض نصیب
دشت و صحرا ملا انعام مین گھر کے عوض

دور چلتا ہے مگر بخت کی گردش دیکھو
ایک قطرہ بھی ملا ہمکو نہ ساغر کے عوض

گو گنہگار ہین پہ دیکھنا تم محشر مین
حق سے لیوینگے جنان الفت حیدر کے عوض

مسند آرائے خلافت تھے حقیقت مین علیؓ
گو جلیس آور ہوئے حیدر کے عوض

ہر گھڑی چاہتے ہین حق سے شجاع الدین ہم
دولتِ حُبِّ علیؓ ہمکو ملے زر کے عوض

باب الطاء مہملہ

تیرے آنے کا جو پہونچا یار خط
اسلئے پڑھتا ہون سو سو بار خط

حال فرقت کا جو ہم لکھنے لگے
اشک خون سے ہوگیا گلنار خط

تیرے خط سے ہو مقابل کسطرح
اِس تیرے عاشق کا اے دلدار خط

میرے خط کو دیکھکر کہتے ہین وہ
پھینک دو یہ ہے بڑا طومار خط

تیرے خط مین ہین دُرِ مضمون بھرے
بالیقین تیرا ہے گوہر بار خط

کیا لکھین ہم اوسکو خط اے دوستو
چاک کر دیتے ہین جب اغیار خط

خط مین جب لکھون مین صفِ گلستان
صاف بن جاتی خط گلزار خط

خطِ عصیان پر شجاع الدین ترے
کہینچ دین گے احمدِ مختار خط

ہوتی ہے جبکہ یار کی اکثر قسم غلط
ہہنے بجز وفا کے نہین کچھ کیا ہے کام
منصف ہماری راست بیانی کو دیکھکر
دلبر کی دل کی تو نہ کدورت کو دہو سکے
اس دہر مین نہ دیکھا کوئی ہمنے غمگسار
تحریر واقعات کی ہوگی جو برخلاف

پہر کس طرح سے اپنا نہو جائے دم غلط
عاشق پہ تم نے اپنے کیا ہے ستم غلط
کہتے ہین اسکے قول تو ہوتی ہین کم غلط
سب کام تیرا ہوگیا اے چشمِ نم غلط
جو غم کے وقت آکے کرے رنج و غم غلط
نامِ خدا کرین گے اُسے یکقلم غلط

اے دوستو خدا کے لئے وہ بتاؤ بات
جس طرح سے شجاع کا ہوجائے غم غلط

ان بتون سے ہے یہ سوال فقط
اوس سے بوسہ کا ہے سوال فقط
صلح رکھتے تھے جیسے وہ ہر دم
زندہ کرتا ہے مردہ کو دم مین
روٹھکر پہر نہین ہین وہ ملتے

کہ دکھائین ہمین جمال فقط
ہے یہی اپنی قیل و قال فقط
اب تو ہے جنگ اور جدال فقط
یار مین ہے یہی کمال فقط
کیا نرالی ہے اونکی چال فقط

کوئی شایق ہے چشم و ابرو کا | ہمین پیارا ہی اونکا خال فقط

اوسکی ملنے کی اے شجاع الدین
دیکھو قرآن ہی ہین فال فقط

باب النظام معجمہ

ان بتون کا ہے گر خدا حافظ
کون ہوویگا پہر ہمرا حافظ

مصحف رخ کی ہوتی ہم حافظ
جیسے ہے خال دلربا حافظ

میری حالت کو دیکھکر وہ بت
کہتا ہے تیرا ہو خدا حافظ

حفظ اور امن مین وہ رہتا ہے
جنکا ہوتا ہے کبریا حافظ

ہووے تحریف کیسے قرآن کی
کیونکہ ہے اوسکا خود خدا حافظ

خال و خط چشم و ابرو مژگان
یہی ہین رخ کے جابجا حافظ

آل احمد کی دشت غربت مین
ہو گئے خاک کربلا حافظ

چین پائینگے کیا وہ دنیا مین
ہووے غم جنکی جان کا حافظ

خوف اعدا نکر شجاع الدین
ہے ترا شاہ ہل اتی حافظ

باب العین مهمله

رورہی ہے میرے غم میں صورت دیوانہ شمع
بیقراری پر میری تڑپے ہے بیتابانہ شمع

مثل پروانہ فدا کرتے ہیں نقد جان کو ہم
بنگیا نام خدا اب تو رخ جانانہ شمع

نشہ مے میں ہمارے کانپتے ہیں دست و پا
کانپتے ہے جس طرح جلنے میں مستانہ شمع

کیا دمک ہے آجکل اوس روئے آتشناک کی
جان فدا کرتی ہے جسپر دل سے جون پروانہ شمع

اپنے جلنے کی نہیں کچھ فکر دلمیں رکھتی ہے
دیکھو محفل میں گھڑی ہے کیسی گستاخانہ شمع

جان جانے کا کسیکی فکر کچھ رکھتے نہیں
اے بتو تمسے ہے رکھتی صورت مردانہ شمع

چاہئے عاشق کو اپنے جان کریں قربان ضرور
کہتے ہیں ہر ایک محفل میں یہ آزادانہ شمع

اے شجاع الدین اوسکی بزم میں ایسے ہیں ہم
محفلوں میں جسطرح سی ہوتی ہے بیگانہ شمع

کیا روشنئ طبع سے ہے شرمسار شمع
آخر کو شرم سے ہی ہوئی جان نثار شمع

وہ نور حق نے دلکو ہے میری عطا کیا
جلتی ہے جسکے دیکھنے سے باربار شمع

اے شعر و خدا کے لئے مت جلا مجھے
حالت پہ میری رو رہی ہے زار زار شمع

اوس روسیہ کے گھر کا اندھیرا نہو گا دور
گو پھر روشنی وہ جلائے ہزار شمع

ہم سوختہ دردون کی احوال زار پر
پر تو فگن نہ کیونکہ ہو دین محمدی

روتی ہی اور تڑپ رہی ہی بار بار شمع
ہون جسکے گہر کے نام خدا چار یار شمع

آل نبی کی مہر سی بیشک شجاع دین
ہون گے ہماری قبر مین روشن ہزار شمع

باب الغین معجمہ

تیرے غم مین ہمکو سب یاد آئی داغ
ہو گیا ہے آجکل سودائی داغ

میرے دل مین ہو گئی ناسور ہین
پہلے جس جاتہے بہت سی ہائے داغ

بہر گیا ہے سینہ داغ ہجر سے
ہم ہی ہم ہین ہا اک تنہائے داغ

بادشاہ حسن سی انعام مین
ملتے ہین اب زخم ہمکو جائے داغ

ہین غلام غوث اعظم ویسے ہم
گو بظاہر ہے نہین سیمائے داغ

ہوگا تیرا دل بھی جانان داغ داغ
دل کے بیچ گر تجھے دکھلائی داغ

اوسکے جلنے پر شجاع الدین ہین
ہو گیا تھا پہلے سے ایماسے داغ

کس سبز خط نے سبز ہین ہین دکھایا ہی داغ
کس لالہ رخ کو داغ دلی ہمسے چہپا ہی داغ

پھولا پھلا خزان مین جب آیا ہمارا باغ — تب سی صدا لبون پہ یہ ہی ہای ہای باغ

ق

راگ اور رنگ مین رہا کرتے تھے ہم سدا — اور دل نہ لگتا تھا کسی جا پر سوائے باغ

پر اب وہ ہی ہین یا ہم کہ تڑپتے ہین رات دن — صحرا ابھی دیکھتے نہین ہرگز بجائے باغ

جسکو قضا اجاڑتی ہے اور بگاڑتی — اون کے لئے بھلا کوئی کیونکر بنائے باغ

نشو و نما کبھی نہین ہونیکا انکو پھر — جنکی اجل نے دہر مین ہین توڑ کھائے باغ

شام و سحر یہی ہے دعا اپنی اے شجاع
جی جس سے باغ باغ ہو وہ حق دکھائے باغ

باب الفائے

کیا اندنون دکھاتی ہی دلکو بہار زلف — قابو مین ہمکو کر رہی ہی تیری یار زلف

اس خوف سی دھڑکتا ہے سینے مین دم مرا — کس مرغ دل کو آج کریگی شکار زلف

کھائیگی پیچ و تاب بلا لیگی سر کی وہ — دیکھیگی جس گھڑی میرا یہ اضطرار زلف

کب تک رہینگی ہم سے تیری کج ادائیان — بتلا دی راست راست ہمین ایکبار زلف

ہر امر پر الجھتی ہے کرتی ہے بل کی بات — حیران کر رہی ہے تیری پیچدار زلف

دیکھین گی رخ صنم کا نہ چشم بتان کو ہم — اور دھیان مین نہ لائینگے اب زینہار زلف

اللہ کسیکو اوسکی نہ پہندے سے مین دے پہنسا
اتنو سمجھتی ہی ہمین بے اختیار زلف

چہاتی پہ سانپ لوٹ رہے ہین ہمارے آج
یا کر رہی ہے ہم سے یہ بوس و کنار زلف

اے غوث پاک عقدہ کشائے شجاع دین
اب تو پیچ مین نہ لائے مجھے تابدار زلف

جیسا ہی مجکو ترے ابروئی خمدار سی خوف
ویسا خنجر سے نہی خوف نہ تلوار سی خوف

ہائے کس طرح سے وہ دام بلا مین آئے
جو کہ کرتی تھی سدا الفت دلدار سے خوف

قیس کے ساتھ گذر جائیگی اچھی اپنی
کیونکہ بیمار کو ہوتا نہیں بیمار سے خوف

سوزش عشق سدا رہتی ہے اپنے دلمین
خوف دوزخ سے نہی ہمکو نہ نار سی خوف

دیکھتے چال ہین سنتے ہین کلام شیرین
تیری رفتار سی ڈرتے ہے گفتار سے خوف

چشم اوس بت کی گویا خشم خدا ہے بخدا
اسلئے رہتا ہے مجکو نگہ یار سے خوف

سارے جرار عرب اور دلیران عجم
کرتے تھے حد سی بہت حیدر کرار سی خوف

دلسے مومن ہون بظاہر ہون اگرچہ کافر
کر نہ اے یار مرے قشقہ و زنار سی خوف

اوس سیہ رو کی رقابت سی بہت ڈرتا ہون
اور کچھ بھی نہین اُس شمر ستمگار سی خوف

قبر کی فکر نہ رکھ دل مین شجاع الدین تو
کہ نکیرین بھی کرتے ہین عزادار سی خوف

باب القاف

ہے اپنے دلکو اوس صنم گلبدن سی عشق
ہوتا ہے عندلیب کو جیسے چمن سی عشق

غیرون سے اونکو عشق ہو گا خدا گواہ
جنکو کہ جان و دل سے ہی خیبر شکن سی عشق

ان زاہدون کو میوۂ جنت کا شوق ہی
لیکن ہمین تو اوسکی ہی سیب ذقن سے عشق

جو ذوق ہمکو تہا مے وصل کا وصال مین
ویسے ہی ہجر مین ہوا رنج و محن سے عشق

دشنام اور تلخ کلامی وہ سنتے ہین
جن تلخ کامون کو ہوا شیرین دہن سی عشق

عریانی کا لباس پسند آگیا ہمین
دستار سی ہے شوق نہ ہے پیرہن سی عشق

صد شکر اپنے دلسے اوٹھی خواہش بتان
اور ہو گیا شجاع کو ہی پنجتن سی عشق

مین تو دل سی ہون تیرا ای بت ترسا عاشق
لیک تو نے نہین سمجہا مجہے اپنا عاشق

آزماتے ہو عبث مین ہون تمہارا عاشق
نہ ملیگا تمہین مجہسا کوئی سچا عاشق

عشق سے باز نہین رہتے ہین گو مرتے ہین
رکہتے اس ڈہنگ کا ہین سخت کلیجا عاشق

دو ہی باتون مین اڑا دیتا رقیبون کو وہ
تیرے دربار مین گر بیٹہنے پاتا عاشق

اب تجہے روٹہون کو منا لیتا ہے جا بیاز تیرا
سجدہ کرنے لگا کار مسیحا عاشق

ہائے ظلم سے اس عاشق جانباز کے تو
کیونکہ ہے تیرا غریب اور بیچارا عاشق

اے خدا جلدی سے ہو جائے طلوع مہ عید
یار کے ملنے کی رکھتا ہے تمنا عاشق

عشق پوشیدہ ترا رکھتے ہین یاسے دلمین
عاشقی کا نہین کسی نے کبھی چرچا عاشق

شکر حق کہتے ہین اب حق بین شجاع الدین کے
عاشقون مین سے ہے جانباز ہمارا عاشق

کیون کہین ہم بری بلا ہے عشق
اپنا تو یار و آشنا ہے عشق

اُن سے ناموس و ننگ بھاگ گیا
جن کو نام خدا ہوا ہے عشق

دو جہان مین ہوا اُس کا منہ کالا
جو کہ سمجھے بہت برا ہے عشق

نے پیمبر کا نے خدا کا رہا
جس نے اُس بت سے کرلیا ہو عشق

ہین جہان مین جو راہ گم کردہ
واسطے اُن کے رہنما ہے عشق

عارفانِ الٰہی کے نزدیک
وجہ مقبولی دُعا ہے عشق

رات دن اُن کی خوب گذری ہے
جن کو اللہ نے دیا ہے عشق

حق کی درگاہ سے شجاع الدین
پنجتن کا ہمین ملا ہے عشق

باب الکاف

ظالم تو ظلم مجھپہ کریگا کہان تلک
مین وہ نہین کہ بات بھی لاؤن زبان تلک

جل بھنکے راکھ ہوگا رقیب سیاہ رو
پہونچے گی جبکہ ٹھہری میری آہ آسمان تلک

جسنے ہمارا نام مٹایا کتاب سے
اوسکا بہی حق رکھیگا نہ نام نشان تلک

پہونچا نگاہ پیش بادشہ حسن ایک دن
اب ہوگئی رسائی میری پاسبان تلک

ہے جسقدر لیاقت طبعی خدا گواہ
محدود ہوگئی ہے میرے خاندان تلک

وہ جنگجو جو آئے میرے گہر مین بہر صلح
مین تو نثار کرنیکو حاضر ہون جان تلک

یا غوث پاک میرے عدو مجھسے دور کر
پہونچا ہون مشکلون سے تیرے آستان تلک

ہوتے نہین ہم اوسکی مقابل خدا گواہ
تعلیم جسکی ہووے فقط بوستان تلک

صدشکر اپنا بحر تصانیف اے شجاع
لاہور سے روان ہوا ہندوستان تلک

سیمتن چھوڑ نہین سکتے ہین رہونے تک
طائر اڑنے سے نہین رکتے ہین پرہونے تک

آیا پیغام اجل جبکہ ہوئے بال سفید
دیکھو تو شمع کی ہوتی ہے سحر ہونے تک

ہم کہا کرتے ہین مژگان سے کہ انشاءاللہ
عشق تیرا نہین چھوڑینگے جگر ہونے تک

کیون نہ رونا میرا بنجاوے غذا اے اعضا
پانی پو دو نکی لئے جان ہی شجر ہونے تک

جز تیرے اور سے دل ہم نہ لگا نیکی کبھی
بات سی مرد نہین پھرتے ہین ہار تے تک

مرتے مرجاہین مگر عاشق صادق اسد
عشق سے باز نہین آتے ہین ٹھہولی تک

دم نکلنے نہین دیگا وہ شجاع الدین کا
اسے اجل کام تو کر اوسکو خبر ہونے تک

بدن اپنا ہمین گروہ دکھا ئین سر سی پاؤن تک
تو چپٹ اونکی ہم لے لین بلا ئین سر سے پاؤن تک

صنم کی اک ادا کی نذر کو کافی نہین ہی دل
کرون کیا وان تو ہوتی ہین ادائین سر سی پاؤن تک

ہماری پاس ذکر غوث اعظم جو کہ کرتا ہے
تو کہتی ہین اُسی قدر با جا ئین سر سی پاؤن تک

اگر پہلو مین اوس بت کی رقیب و سیہ پاوین
تو اُس ملعون کو آہون سی جلا ئین سر سے پاؤن تک

رہے کچھ سدہ نہ سر کی اونپا تو نکی خدا جانے
اگر اپنا انہین قصہ سنائین سر سی پاؤن تک

کرین ہر حال پر اونکی فدا اسباب و جان اپنا
ہمین گر حسن اپنا وہ دکھائین سر سی پاؤن تک

شجاع الدین اون کی ہم تو محرم راز اچھے ہین
اگرچہ ہم سے وہ اعضا چھپائین سر سے پاؤن تک

باب الکاف فارسی

دکھلاتی ہی نہین کبھی فصلِ بہار رنگ
ہر دم مجھے دکھاتی ہین فرقت کی خار رنگ

قسمت سی ہجر مین کبھی ہوتا ہی روزِ فصل
مشکل سے ہی بدلتی شبِ انتظار رنگ

خاکی لباس رکھتے ہین جو اہلِ فقر ہین
جز اُس کے اَور رکھتے نہین خاکسار رنگ

کیا ہولی ہو رہی گلستانِ دہر مین
لائے جو میرے واسطے ہین گلعذار رنگ

باغِ نبی کے پہول ائمہ ہین بالیقین
اور اُن گلون کے ہین سجدا چار یار رنگ

نظرون سی میرے جبسی وہ گل ہو گیا ہوا
او سرو زسے ہر اک ہی مجھے ناگوار رنگ

رنگ اصلی مین بدلتا نہین ہون شجاعِ دین
گو سامنے میرے کوئی لائے ہزار رنگ

باب اللام

کبھی نہ لون مین کبھی سی شراب کی بوتل
جو پاؤن ساقیِ کوثر کی آب کی بوتل

ور وہ میکدہ مین محتسب کا جبکہ ہوا
شکستہ ہو گئی پہر شیخ و شاب کی بوتل

الٰہی خیر ہو جاتا ہے وہ نہانے کو
چہپے نہ پاؤن مین اوسکی حباب کی بوتل

جوانی اڑ گئی آیا ہی وقتِ پیری اب
بجائے مے ہمین دید و خضاب کی بوتل

جو سبز لوٹون سے یا خم سے ہون شجاع الدین

بہلا اگر پی گئی انہین کیا شراب کی بوتل

آجکل ہے جوش مستی مین بہت سودائی دل
دشت اور جنگل مین اب تو بن ہی ہی جائے دل

سجد بہولی وشت اور ویرانہ دل ہی ہوی محو
دیکھ لے اکبار مجنون گر مرا صحرائے دل

اس دل غمگین سے غم کیونکر جدا ہو دوستو
غم کا دل مفتون ہی اور غم ہی بہت شیدائے دل

سنگدل ننگر خدا جانے بہت تڑپاتے ہین
ان بتون پر گر کبہی انسان کا آجائے دل

چیر کر پہلو سے اِس جا تجہ عدو کو دون نکال
ایکدم کیو اسطی قابو مرے گر آئے دل

گہر مین اوس گل کی رقیب روسیہ آنے لگا
اس جفا و ظلم سے کیونکر نہ پہر گہبرائے دل

بات تک بھی عیش کی مونہہ پر کبہی آتی نہین
کس بلا مین ہین گیا یارب ہمارا ہائے دل

اے شجاع الدین چلین ہو سے بغداد کو
ہو گئی ہے اپسے قائم اب ہماری رائے دل

لوگ تو ہوتے ہین تلوار سے گہایل قاتل
ہم فقط تیری نگہ سے ہوئے بسمل قاتل

مین تیری دید کا مجنون ہون مین دیوانہ نہین
تو نے بیفائدہ منگائے سلاسل قاتل

تجہہ سے شکوہ ہی نہ ہی غیرون سی مجکو شکوہ
مجہہ سی جو کرتا ہی کرتا ہی میرا دل قاتل

چہوڑ کر ہاتھ سے تو بہر خدا تیغ فراق
عید کے دن کی طرح ہمسی گلے مل قاتل

مکرتا ہر گز نہ مجہے فتح سولئے تجہیر
یہ تیرا کشتہ ہی اس امر کا سائل قاتل

دیکھکر کشتون کی فہرست کو بولی میری روح
شکر حق قاتلون مین ہی مرا اخل قاتل

ہم ذبیحون کے لئے آیہ فدینا کی ہے
اس تڑپنے پہ ذرا تو ہو بسمل قاتل

جور اور ظلم پہ رہتی ہین سدا یہہ راغب
ہوتے ہرگز نہین ہین رحم پہ مائل قاتل

دیکھکر عجز و غریبی کو شجاع الدین کی
کبر اور عجب پہ اپنے ہوا قائل قاتل

آجکل میرا جدائی سے ہوا پتلا حال
تھا الف سا جو کہ قامت وہ ہوا مثل ہلال

ہائے جو رہتے تھے ہر وقت مرے پہلو مین
اب نظر آتے نہین کتنے ہین گذرے مہ و سال

زندہ در گور انہین جانتے ہین خاص اور عام
جو کہ اس درد جدائی سے ہوئے ہین پامال

دیکھکر حال مرا کہتے ہین سارے حکما
اب نہین بچنے کا یہ ہو گیا بیمار نڈھال

جانسے سے پیارے کی اب ہو گئے ہمتو تنہا
جانور ہوتا اکیلا ہے جو ہو بے پر و بال

خواب مین بھی کبھی دکھلائی نہ صورت اپنی
ہمنے ایسی کبھی دیکھی نہ تھی محبوبون کی چال

اب ملیگا کہ نہین یار شجاع الدین سے
دیکھو تو پھر ذرا حافظ شیراز کی فال

باب المیم

بجان و دل ترا ای جان جان بهتر ز جان دارم — مگر از درد هجر تو بلب هر دم فغان دارم

مرا پند تو ناصح می فزاید درد سر یکسر — که من در سر غم عشقش چو مخ در استخوان دارم

ندارم پیش خود سیم و طلا ای سیمبر هرگز — مگر پروانه سان بهر نثارت نقد جان دارم

گذشتم از سر غیر و همه گردیده ام از وی — دگر از من چه پیمبر سی مکان لامکان دارم

شدم شاگرد رحمان همچو عقل کل درین عالم — کنون چون طایر سدره بسدره آشیان دارم

بگرد شعر من حاسد بسوزد مثل پروانه — که من این هم زبان چون شمع سوزان در دهان دارم

یا بنی الوجه احیا یا الٰهی فی الزمن آلان — نه تاب وصل او دارم نه تاب هجر آن دارم

افاعی ملسبنی فی اوان اللیل یا فسان — بسر سودا ز عشق کاکل پیچان پیچان دارم

ایا صحبی باسماع المحبت اسمعوا ابدا — شرافت با لیاقت من ز روی خاندان دارم

نے آید ز من مضمون عمده ای شجاع الدین
که من اشتغال تالیف کتب اکثر زمان دارم

من نیم آنکس که ترک بیعت حیدر کنم — من نه آن شخصم که غیر از مرتضی رهبر کنم

در فقیری بوریا را هم ز جا برداشتم — خواستم اکنون که من بستر ز خاکستر کنم

ای اطبا میروم امراض غم از جسم من — گر بتائید الٰهی شرب می اکثر کنم

هر یکی را از بیان خود لو جدا زم بدم — بی ریا و مکر گر من وعظ بر منبر کنم

آن رقیب روسیه از فضل حق غلطد بگل | چون بعجز و زاری خود تکیه بر داور کنم
چونکه دیدم لطف و خط در فارسی از بس کنون | عهد کردم شوق شعر هندیان کمتر کنم

اے شجاع الدین شوم من بهتر و دو جهان
گر مژه را خاکروب روضهٔ حیدر کنم

من زندگی خویش بصهبا گذاشتم | رخت گران که بود بدریا گذاشتم
شد جامهٔ الوز خط بوریا مرا | یکسر لباس فقر و غنا را گذاشتم
من تیره روزگار و پریشان و ابترم | لیکن خیال زلف نه اصلا گذاشتم
افغان و شورهاے ز من دورتر فتاد | این نغمه را به بلبل شیدا گذاشتم
ہارے گزو به خواب زنخدان زلف آن | زنبیان خیال زلف چلیپا گذاشتم
اے محتسب بیا و بکن آشتی که من | سنگ گران بساغر و مینا گذاشتم
زاهد به جلد حور و بدنیا شبیه حور نه | آنجا گذاشتم نه من اینجا گذاشتم
لاتاکل العظام بذوق ایا بلح | کاین استخوان پی سگ لیلا گذاشتم
الی انوار نوت الی طرفک الغضیض | از چشم خویش نرگس شهلا گذاشتم
قد قلت للرجال بالفار عهده | مسکت بالعلی و گریه را گذاشتم
القلب و الخیال ترصد ست عنده | من یار را بخانه تنها گذاشتم

مٹ گئیں ہیں صورتیں چشم شجاع الدین سے
منطبع جب ہو گئی تصویر حیدر آنکھہ مین

تیرے دم مین اے عشق آئی ہوئی ہین
ستائے ہم اگے ستائے ہوئے ہین

خدا سے جزا حشر مین جائیگی مل
جو صدمے بتون سے اٹہائی ہوئی ہین

بگڑ بیٹھتے ہین ہر اک بات پر وہ
جو ہاتہون کے اپنے بنائے ہوئی ہین

خدا خیریت سے گذارے اب اپنی
کہ اوس بت نے تیور چڑہائے ہوئی ہین

ابھی دیکھنے آئین گے اے عزیزو
جو جنگل تمہارے بسائے ہوئی ہین

خدا کے لئے مت اوٹہا ہم کو دربان
کہ ہم اوس صنم کے بٹہائے ہوئے ہین

پیا کیون لگے اونکا یا غوث اعظم
در پاک سے جو ہٹائے ہوئی ہین

کیا جب سے دل مین مری عشق نے گھر
سبھی لوگ اپنے پرائے ہوئی ہین

بڑے عشق مین جو شجاع جہان تھے
وہ بھی آج سر کو کٹائے ہوئی ہین

اثر سوز نہ ہو گا کرہ ناری مین
جو اثر دیکھتے ہین عشق کی چنگاری مین

آگے جو یار تھے رہتے مری غمخواری مین
شان حق دیکھو کہ اب ہین وہ دل آزاری مین

بوسہ لے بیٹہا لبِ بہولی سے جو میخواری مین
شمع ساں کٹ گیا سر اپنا گنہ گاری مین

یار کم گو کا مین واقف نہین ہوتا بخدا
اوسکا مشتاق ہون جو طاق ہو طراری مین

دائم الحبس ہوا بلکہ وہ جیتے ہی موا
آگیا جو تیرے کاکل کی گرفتاری مین

کوئی ثانی نظر آیا نہ ہمین دنیا مین
ہے وہ نام خدا فرد ستمگاری مین

دیکھو برگشتگی بخت کہ ان روزون مین
خواب مین وصل میسر ہے نہ بیداری مین

تو تو باز آ ذرا اِس ظلم سے اے چرخ کہن
کیونکہ وہ شوخ ہے مصروف جفاکاری مین

کام تالیف کتب کا ہمین رہتا ہے بہت
شعر کہتے ہی ہین تو عالم بیکاری مین

غم نہ آتا تو کبھی پاس شجاع الدین کے
اب وہ شبیر کی رہتا ہے عزاداری مین

پھر رقیب روسیہ جاتی ہین کوئے یار مین
جائے بلبل زاغ ہوتی ہین مکین گلزار مین

گالیان سنتے ہین جب جاتی ہین کوئے یار مین
کیا بڑی عزت ہے اپنے کوچۂ دلدار مین

نازکی اسقدر ہے یارو میان یار مین
لاغری ہوتی ہے جیسے رشتۂ زنار مین

ہجر جانان مین عزیزو لاغر ایسے ہم ہوئے
اب نہین ہے فرق ہم مین و میان یار مین

شیخ جی عزت سے اب دستار کو دو تم اتار
کیا بڑائی ہے کہو اس اونچی دستار مین

کیون نہو جاذب تیری شمشیر میرے حلق کی
کہربا کا ہے اثر بیشک تری تلوار مین

داغ چیچک خوشنما ہین ایسے روئے یار پر
مختلف گل جسطرح سے ہوتی ہین گلزار مین

سر عدو کا کاٹ لیگا یکقلم اپنا قلم
جو کہ جوہر اسمین ہین وہ نہین تلوار مین

اے دلا اوس زلف کجرو سی نکر تو چھیڑ چھاڑ
ورنہ آ جائے گا بیشک تو وہان مار مین

مار کر پھو کر جلاتا ہے وہ مُردی لاکھون ہی
سحر یا اعجاز ہے اوس شوخ کی رفتار مین

جنتی ہو جائین کہ بیشک شجاع الدین ہم
گر مرین گے حبّ شاہ حیدر کرّار مین

شب ہجر نہین جب اندوہ سی فریاد کرتی ہین
تو شور حشر دو عالم مین ہم ایجاد کرتے ہین

نہین ہیجان میری جسم مین ہی خلط سودا کا
عبث تدبیر میرے درد کی فصّاد کرتی ہین

بہار آئی ہی بسنے دین لو اسنجان گلشن کو
یہ کیون فکر اسیری مفت مین صیّاد کرتی ہین

ترے انکھون سی جب کچا دیتے ہین ہم انکھ نرگس کو
قد موزون پہ تیرے سرو کو آزاد کرتے ہین

تیری انکھون کا مضمون گر کسی مصرع مین باندہون ہو
تو سب اوستاد چشم مرحبا سی صاد کرتے ہین

نہ جائے کہین عاشق ترا کوئی سوا اپنے
تجھے اسواسطے ہم دل سی ولین یاد کرتے ہین

بہار آمد گل ہی نہ گھبراؤ جنون صاحب
تمہارا بند و بست اب دیکھنا حدّاد کرتی ہین

ستانے سے تو تجھے اے خدا ہم عاشق صادق
نہ نالہ کرتے ہین اور نہ کبھی فریاد کرتی ہین

عجب تصویر نقاش ازل نی تیری کھینچی ہے
کہ جس سی بس تعجب مانی و بہزاد کرتے ہین

گلال سرخ کو ہندو سمجھے ایام ہولی مین
بقیمت لیتی ہین اور مفت مین برباد کرتی ہین

شجاع الدین تیرے شعرون پہ جو جو طعن کرتے ہین
نہ ڈر اُنسے کہ وہ قرآن پہ بھی ایراد کرتے ہین

جو میری آہ آتشبار سے اخگر نکلتے ہین
فلک پر رات کو بن کر وہی اختر نکلتے ہین

خط آئینے نہ کیون حسن پری پرواز مین آئے
کہ اڑتا ہے وہی طایر جسے شہپر نکلتے ہین

وہ قاتل ہاتھ کھینچے ہے وہین قتل اسیران سے
بوقت امتحان نخچیر جب لاغر نکلتے ہین

کوئی کشتہ کوئی بسمل کوئی بیہوش ہوتا ہے
پہنکر گر کبھی بازار مین زیور نکلتے ہین

تڑپتا ہے تو کیون پہلو مین میرے اے دلِ مضطر
کوئی دم مین وہ لیکر ہاتھ مین خنجر نکلتے ہین

تبسم مین لبونپر جلوۂ دندان ہے حیرت زا
تماشا ہے کہ کانِ لعل سے گوہر نکلتے ہین

اصالت کیون نہو ظاہر بوقت امتحان اپنی
دمِ صیقل ہر اک شمشیر کے جوہر نکلتے ہین

نہو غمگین دلا ہرگز ہجومِ دشمنان سے تو
کہ تیرے بھی کمک کو حیدرِ صفدر نکلتے ہین

وہ موزونی طبیعت کی شجاع الدین ہی جانی
جو موزون باندھتے ہین شعر مین ابتر نکلتے ہین

اپنے بت مین حاش للہ لاف ہمتائی نہین
اسلیے تصویرِ جانان ہمنے کھچوائی نہین

جو کہ زیبائی ہے اسمین اوسمین زیبائی نہین
اسلیے تصویرِ جانان ہمنے کھچوائی نہین

اوسمین گویائی نہین اوسمین بینائی نہین
اسلیے تصویرِ جانان ہمنے کھچوائی نہین

اپنے دلبر سے مری لے یار وہ آئی نہین
اسلئے تصویرِ جانان ہمنے کہچوائی نہین

اے شجاع الدین غزل لکھنی تمھین آئی نہین
یا بجز تضمین کسینے طرز فرمائی نہین

کیا لکھین ہم اب تو جوشِ طبع آرائی نہین
جو کہ دانائی تہی ہم مین اب وہ دانائی نہین

مر گئے صدمے سہے فرقت مین تیری اے صنم
خواب مین بھی ہائے تو نے شکل دکھلائی نہین

کس لئے کالون سے ڈسواتا ہے مجھکو دمبدم
تیری زلفون کی قسم جھوٹھی کبھی کھائی نہین

کیسے دیکھین گے شجاع الدین ہم تصویرِ یار
دیکھنے کے واسطے جب ہمکو بینائی نہین

باب الواو

جب تری بزم مین جاتا ہون مین جلجانیکو
شمعرو آگ سے لگ اٹھتی ہے پروانیکو

آتشِ عشق کو چاہا تھا بجھاؤن روکر
گرم اشک آنے لگے اور بھی بھڑکانیکو

حضرتِ عشق کی دعوت مین ملا یہ ہمکو
خونِ دل پینے کو اور لختِ جگر کھانے کو

کسطرف جاؤن کہان بھاگون نہین پائے گریز
گھر مجھے کاٹنے آتا ہے اور کھانیکو

اک ہمین لیتی لبِ پان خوردہ کی تو بھی ہر دم
اک ہمین ہم جو کہ پینے خونِ جگر کھانے کو

اپنے بیگانے نے ہرگز نہ دیا ساتھ مگر
آفرین موت لحد تک تری پہونچانے کو

اگر صفائی دلِ چاک کی میری دیکھو
پھینک دو آئینہ کو توڑ دو تم شانے کو

ایسے غمگین ہوئی ہین ہم کہ بجز حضرتِ غم
کوئی آتا ہی نہین جی میرا بہلانے کو

یار کس سا پڑے کہتا ہے شجاع الدین کو
آؤ فرماؤ منوّر میری کاشانے کو

ساقی خدا کے واسطے لا تا شراب کو
دیوانے اب بناتی ہین ہم شیخ و شاب کو

اکدم مین بہول جائیو وہ عین سحابکو
جب دیکھ لے کوئی مری چشم پر آب کو

جسمِ ضعیف میرا بوقتِ مقابلہ
کر دیگا منفعل کمرِ لاجواب کو

ملتا نہین قرار مجھے ایک دم ذرا
فرقت بڑہا رہی ہے مری اضطراب کو

بے عینک اور عصا کی نہین جا یا اب چلا
پیری ہین یاد کرتے ہین عہد شباب کو

کس واسطے نہو دہ وہ خود رشکِ یاسمین
جسکے عرق نے ماند کیا ہی گلاب کو

اٹھوائیے خدا کے لئے بزم رقص سے
اوس شیخ پاک طینت عالیجناب کو

کیا نوجوان کے عشق نے ایسا کیا ہین
ایک لحظہ چہوڑتی جو نہین ہین خضاب کو

جو دن چلے ہین اور پیاسی طہور کے
کرتے نہین پسند شراب و کباب کو

جور و جفا سے اب بھی ذرا باز آ صنم
اور دھیان مین ہی لا کبھی روز حساب کو

بعد از نبی پاک بلا شک شجاع دین
افضل ہر اک سے جانتے ہین بو تراب کو

یارب ہمارا نالہ کبھی بے اثر نہو
اور یہ شجر بلند کبھی بے ثمر نہ ہو

پاس اپنے اے شجاع جو کچھ سیم و زر نہو
بیشک وہ اپنی بر مین کبھی سیمبر نہو

کہوے جو شکوہ وہ کبھی لف سیاہ کو
لاریب تا قیام قیامت سحر نہو

کیا مین ہوگا اوس کی سخن اور کلام مین
جو مونہہ شراب ساقی کوثر سے تر نہو

سونے کو دل نچاہیگا اپنا تمام عمر
جبتک کہ اپنی بر مین کبھی سیمبر نہو

شوخی نہین ہی حسن پری مین بغیر خط
کیونکر اڑے وہ طیر جسے بال و پر نہو

آتی ہینگی پیش زمانیکے سختیان
جبتک کہ میرا جسم یہ زیر و زبر نہو

اے یار تیری ہجر مین مجسا کوئی فقیر
رسوا نہو خراب نہ ہو در بدر نہو

رکھتے ہو مثل سیف زبان اے شجاع دین
پھر کسلئے تمہاری دعا مین اثر نہو

باب الہاء ہوز

اوس لالہ وش کی مجہ جو اپنے دکہائے ہونٹھ
غیرت سی پھر تو لعل نے اپنے چبائے ہونٹھ

شیرین زبان بسکہ ہی وہ شکرین مقال
اسواسطے شجاع نے اوسکے چبائے ہونٹھ

گل برگ مرجہی ہی یکایک اتر گئے
حسد مرم کہ گلبدن کی مجھے یاد آئے ہونٹھ

شیرین لبون پہ پیار سے مینے رکھی جو لب
پھر چند عرصہ تک تو نہ مینے اُٹھائے ہونٹھ

موںھہ سے کبھی نہ اونکو ہٹاؤن خدا گواہ
اکبار پھر صنم جو مرے پاس لائے ہونٹھ

شیرین ہے ذائقہ ترے موںہہ کی لعاب کا
اسوجہ سے نہ تیری لبون سے اوٹھائے ہونٹھ

ایسا نہ فکر ہووے خدایا شجاع کو
جو آستانِ غوث سے اوسکے چھڑائے ہونٹھ

ہم تو رہنے کے نہین اس دلِ ناشاد کے ساتھ
جیسے رہتا کوئی طائر نہین صیّاد کے ساتھ

ایسون تجکو مبارک ہو کہ ہے عشق کا حکم
اسکو رکھا کرو ہر دم کبھی حدّاد کے ساتھ

تو نے تو مجکو بھلایا ہے خدا جانے مگر
تو رہا کرتا ہے ہمیش مری یاد کے ساتھ

فائدہ فصد سے ہرگز نہین ہونیکا مجھے
کسلئے پھر مجھے تم رکھتے ہو فصّاد کے ساتھ

صاف دل کیون نہ رہین ضد سے یہ قلب کے پاس
صاد کو قاعدہ ہین لکھتے ہین سب ضاد کے ساتھ

تیری تصویر کھچانیکے لئے اے جانان
پیار رکھتے ہین بہت مانی و بہزاد کے ساتھ

غیر سے پیار سدا رکھنا شجاع الدین تم
دوستی رکھنا نہ لیکن کسی آزاد کے ساتھ

باب الیاء

شجاع الدین تمہاری کیا طبیعت شعلہ افشان ہے
مثال شمع جس سے حاسدونکا سینہ سوزان ہے

میری زنجیر پا وحشت مین عشق زلف پیچان ہے
اسی باعث سے میری دوستو خاطر پریشان ہے

ہماری پاس آنا کب انہین منظور خاطر ہے
اب اونکو پاس غیرونکا ہے مجھکو پاس و حرمان ہے

تلاش دام مین صیاد کو ہے اک تردد سا
پکڑنیکا تیری اے طائر دل آج سامان ہے

مین تالیف کتب سے ایکدم فارغ نہین ہتا
وگرنہ شعرگوئی میری آگے سہل و آسان ہے

عزیز و روتے ہین ہم اپنی یوسف کو مگر سُن لو
ہمارا حال رشک افزائے حال پیر کنعان ہے

ہماری طبع جو گوہر لٹی کہری کو خوب کستے ہی
اسی باعث سے جزدان مین نہان دشمن کا دیوان ہے

جو قابل ہو کی نا قابل ہی بنتا ہی وہ ہے قابل
جو نادان ہو کی دانشمند کہلائے وہ نادان ہے

نہین ہون سیدون مین سے نہین ہون شاعرون مین سے
کچھونمین سے ہون جنکا کہ بازار چکیان ہے

کٹے گی اونکی کیسی قبر مین جو عبد درہم ہین
نہ حق کا کچھ خیال اونکو ہے دل مین اور نہ ایمان ہے

وہ آئے بے بلائے بر مین تیرے جو شجاع الدین
فقط اسواسطے تو یار کا ممنون احسان ہے

ناتمام

دیوانہ اوسکے ہجر مین ایسا ہوا ہون مین
یارب کبھی وہ دن ہو کہ آکر میرا مسیح

سب دیکھ مجھکو کہتے ہین جانان پری ہے
تم سے جلائے اپنے وہ عاشق نہ ہو مرے

آئے گا گر کبھی تو پکارے گی مری روح
جانان ہماری قبر سے جانا پرے پرے

خلخال تم پہن کے نہ آنا مزار پر
ٹھوکر سے جاگ اٹھین گے عاشق مرے ہوئے

برگ شجر جوانی کے اپنی شجاع دین
غم سے ہوئے ہین خشک جو مولا ہرے کرے

گذاری عمر سب عشق بتان مین آہ و زاری سے
خدا ہی عمر باقی گر کٹے پرہیزگاری سے

کرے کیونکر نہ جنبش عرش اپنی آہ و زاری سے
کہ ہمنے تو خدائی کو رلایا اشکباری سے

معزز ہے کوئی استغنی و تحصیلداری سے
مگر ہمشیہ مکرم ہو گئے ہین خاکساری سے

ہم آگے ہی جلے ہین اور بھی ہین سوز ہجران سے
بھلا پھر حشر مین کیون ہونگے ہم اصحاب ناری سے

ہے کچھ بہرہ لیا برق جہندہ نے تڑپنے کا
ہماری بیقراری سخت ہی اور اضطراری سے

نشاط عیش و عشرت کا نہین ہوتا ہی وہ خواہان
لگے ہون جسکو اک لپر ہزارون زخم کاری سے

عدم کے رہنے والے تم کو آ کر ہم ستاتے ہین
تمہارے پاس آ جائینگے ہم بھی اپنی باری سے

خدا کیواسطے اے موت نہ آ گور غریبان پر
تڑپ جائیگا سنگ قبر اپنا بیقراری سے

اگر آتا ہی آ ورنہ عدم کو جانیوالے ہین
بہت اچھا سمجھتے موت کو ہین انتظاری سے

ہر اک کو اپنے سے اچھا سمجھتے ہین جو اچھے ہین
مگر جو بد ہین وہ بد جانتے ہین بد شعاری سے

مصیبت پر مصیبت ہمکو دیتی ہی شجاع الدین

کہو کس سے کہیں جو بیش آئی غمگساری سے

ناتمام

بیوفائی ہمنے تیری یار جانی دیکھہ لی
جھوٹی الفت اور جھوٹی مہربانی دیکھہ لی

شک ہوا تو نام پر چرخِ درخشان کا اُسے
جسنے تیری بیوفائی آسمانی دیکھہ لی

گلشنِ عالم نظر آیا نہایت بے ثبات
چار دن ہمنے بہارِ زندگانی دیکھہ لی

یہ سخن پُر درد سنکر دشمنون نے رو دیا
اے شجاع الدین تیری طیب اللسانی دیکھہ لی

اے ستمگر داغِ ہجران سے جلانا چھوڑ دے
ہر گھڑی طعن و شکایت سے ستانا چھوڑ دے

گر کبھی یہ برق میری اضطرابی دیکھہ لے
بیگمان ہر لحظہ کا وہ تلملانا چھوڑ دے

چھوڑ بیٹھے ہین خیالِ بت پرستی دل سے ہم
حق پرستون کا صنم بس آزمانا چھوڑ دے

خوف ہے آفت نہ تیری سر پہ آجائے کبھی
غمزدون کے دل کا اے جانان جلانا چھوڑ دے

ہم قسم کھا کر تجھے کہتے ہین اے جانِ جہان
تجکو جو چھوڑے اُسے سارا زمانا چھوڑ دے

پہلے ہی سے ہم ہوئے ہین تیری چتونکے شہید
اب تو مہندی ملکے تو خون کا چھپانا چھوڑ دے

ہو رہینگے ہم اوسی کے اے شجاع الدین ضرور

غیر کے گھر کا اگر وہ جان جانا چھوڑ دے

ہے جام مین ہمارے اب آمد شراب کی
امید ماہتاب مین ہے آفتاب کی

یا شاہ جسکو خلد مین کہتے ہین سلسبیل
اک بوند ہے وہ تیری دہن کی لعاب کی

مغرور کیون ہے اپنی جوانی پہ ای پری
نام خدا ہے ہمپہ بہے آمد شباب کی

اے زلف تری شرح ہی ممکن اگر لکھون
لیکن گرہ کہلے گی ابہی پیچ وتاب کی

لیتا ہون بوسے دختر رز کی مین دمبدم
اب کچھ ہوس رہی ہے نہ دلمین شراب کی

بنجاؤن خاک ہی سہی مین اکسیر دوستو
پاؤن اگر تراب در بوتراب کی

بدظن کیا فجاج سے اوس کو رقیب نے
یہہ شیطنت تہی سب اوسی خانہ خراب کی

ہمارا عشق اوس بت پر عیان ہے
بظاہر گرچہ لوگون سے نہان ہے

جو دل مین آتش فرقت نہان ہے
ہمیشہ اسلئے اوٹہتا دھوان ہے

وہ بت نام خدا کیا ہی جوان ہے
مگر یہ بندہ پیر اور ناتوان ہے

فراق یار مین شور وفغان ہے
کبھی ہوتا نہین دل شادمان ہے

وہان یار آنکھون سے نہان ہے
کمر بھی ویسی ہی اک بے نشان ہے

شجاع الدین عجب عذب البیان ہے
سخن سے دیکھو تو شیرین زبان ہے

کٹے اکدم مین شاید وصل کی شب ... سفیدی زن فلک پر کہکشان ہے
مرے قصّہ کو سنکر بولا مجنون ... عجب ہمسے تمہاری داستان ہے
اُٹھو غفلت کی شب گذری خدارا ... موذن کو ہوا فکر اذان ہے
مرے سینہ سے جب اٹھتی ہین شعلے ... تو کہتے ہین یہ سینہ شمعدان ہے
قیام اپنا بہت کم دیکھتے ہین ... ہر اک بوسیدہ اپنا استخوان ہے
ہوا درد فراق لالہ رخ سے ... ہمارا رنگ مثلِ زعفران ہے
سپیدی آگئی بالون مین اکثر ... بہار اپنی یہ اب بادِ خزان ہے
ہماری اس سیہ بختی کی خاطر ... سیہ پوشی مین رہتا آسمان ہے
نہ چھوڑین گے تمہارا عشق واللہ ... تو جبتک ہماری جان مین جان ہے
جو کرنا ہو سو کر لو دوستو تم ... سفر پر زندگی کا کاروان ہے
اسیرون کی ہے دل مین یہ سمایا ... کہ اس دنیا مین رہنا جاودان ہے
بوقتِ بوسہ کیا خوشبو ہے آتی ... تمہارا مونہہ ہے یا اک عطردان ہے
اب وجد سی ہین ہم حکمت مین مشہور ... ہر اک پر اپنا روشن خاندان ہے
غزل ہے ارمغان ہے یا کہ ہدیہ ... دیا تحفہ برائے دوستان ہے
خدا کے فضل سے اردو زبان مین ... ہوا الٰہو بھی ہندوستان ہے

شجاع الدین ہین انصاری نسب مین
کہ ہم کو جانتا سارا جہان ہے

کیا دکھائی دیتی ہے کالی گھٹا برسات کی
اب تو خوش آتی ہے ہر اک کو ہوا برسات کی

ساقیا موسم ہے اچھا کام کر اپنا شروع
میکشون کے کان مین پہونچی صدا برسات کی

سمجھو مت رندون کو جو برسات مین کی ہین گشت
وہ تو لیتے پھرتے ہین ہر دم بلا برسات کی

بارگاہ ایزدی مین میکشون کی ہے دعا
جلد صورت ہم کو دکھلا اے خدا برسات کی

مے بھی ہو ساغر بھی ہو مطرب بھی ہو دلبر بھی ہو
کیفیت دکھلائیگی پھر ساقیا برسات کی

ایسے وقتون مین ہوا کرتا ہے رحمت کا نزول
کرتے ہین اسواسطے ہر دم دعا برسات کی

اے شجاع الدین بغیر از وصل انجان جہان
لطف کیا سرما کا ہے اور خوبی کیا برسات کی

واسوخت

یاد وہ دن ہین دلا تجکو کہ خرم ہم تھے
اور اس ہجر کے اندوہ سی بے غم ہم تھے
عشق کی تیغ و مصیبت سی نہ برہم ہم تھے
گردش چرخ و ثوابت سی نہ محرم ہم تھے

کام رکھتے تھے نہ ہم غم سے نہ غمخواروں سے
اور نہ آگاہ تھے اس درد کی بیماروں سے

رات آرام و لارام سے کٹتی تھی سدا
دن ہنسی کھیل مین اپنا ہی گذر جاتا تھا
کہین چوسر تھی بچھی اور کہین تھا تاش کھلا
کہین شطرنج سے جی خوب بہلتا اپنا

سوانگ اور نقل کی بس دید رہا کرتی تھی
ہر گھڑی خورمی عید رہا کرتے تھے

جانتے ہم نہ تھے اس چاند سی پیشانی کو
اور نہ دیکھا تھا کبھی بینی لاثانی کو
لاتے خاطر مین نہ تھے ہم خط نورانی کو
دہن تنگ کو اور گردن طولانی کو

سرو قدون کو نہ ہم یاد کیا کرتے تھے
انکی الفت سے بھی آزاد رہا کرتے تھے

زلف اور مانگ سے واقف نہ تھے ہم تو واللہ
کہ کرین گیسو خانۂ دل خاک سیاہ
نہ کبھی دھیان مین آتا رخ غیرت ماہ
نہ تھی اس چاہ ذقن کی ہمین بالکل کچھ چاہ

لب پان خوردہ کی سرخی سے خبردار نہ تھے
در دندان کے خدا جانے خریدار نہ تھے

چشم میگون کے نہ مخموری سے سرشار تھے ہم
گل نرگس سے نہ حیران تھے نہ بیمار تھے ہم

نہ قتیل مژہ و ابروئے خمدار تھے ہم
دام میں یاد مگر کے نہ گرفتار تھے ہم

سینہ پہ کینۂ دلبر سے نہ آگاہی تھی
فندقون کی نہ مری آنکھوں میں زیبائی تھی

ہمنے بھولے سے نہ کانونکو کبھی تھا دیکھا
نہ کلائی کیطرف ہمنے کیا دھیان ذرا
نہ کبھی گوش بر آواز ہوئی تھی حاشا
نہ کبھی ساعدِ سیمین کو سرہانے رکھا

راز سے بازوؤن کے ہم نہ خبر رکھتے تھے
نہ کبھی شیرین زبانی کے مزے چکھتے تھے

نہ کفِ دست پہ الفت سے نگہ کرتے تھے
ساقِ سیمین کے نہ واقف تھے نہ ہم لوٹ سکے
نہ وہ رنگین کبھی مہندی سے تھی ہمنے دیکھی
نہ یہ کہتے تھے کہ پیارا ہمیں کر کے ملے

راگ اور رنگ میں مصروف رہا کرتے تھے
لوگ سب ہمکو تماشائی بڑا کہتے تھے

ہائے کس شوخ کی شوخی نے ستایا ہم کو
خاک میں کسکی جدائی نے ملایا ہم کو
آتشِ عشق نے کسکی ہے جلایا ہمکو
دربدر کوچہ و بازار پھرایا ہمکو

خلق سب دیکھ کے کہتی ہمیں سودائی ہے
جسکی قسمت میں خدا نے لکھی رسوائی ہے

جب سے ہم ڈرتے تھے اور کرتی تھی نفرت ہر دم
کر دیا اونسے ہے ہمکو ہدف تیر الم

وہی اب پیش لگا آئے بصد جور و ستم
یعنے اس عشق سے جو پہونچے ہین ہمکو غم و ہم

حق نہ اس طرح سے دکھلائے کسی دشمن کو
جیسے ہم دیکھ رہے ہین ستم پرفن کو

ہائے اس عشق نے کیا ہمپہ مصیبت ڈالی
کوئی کہتا ہے یہ ہے عقل سے بالکل خالی

کوئی کہتا ہے ہمین دیتا ہے کوئی گالی
ہر طرف سے ہمین اب ہونے لگی پامالی ۲

ہمکو بیحال کیا الفت خوش ابرو نے
اور پامال کیا عشق بت مہرو نے

پہلے جو دوست یگانہ تھے ہمارے اکثر
اب بھی دیکھو کہ وہی ہم ہین وہی دوست مگر

نہ جدا ہم سے رہا کرتے کبھی وہ دم بھر
بات تک ہمسے نہین کرتے جو ملتے ہین اگر

کوئی سنتا نہین ہے حال ہمارا افسوس
ہمسے سب کر گئے ہین آہ کنارا افسوس

جان سے لی ہے مری اوس بت سنگین دل نے
دیکھتے ہی مرا سینہ ہین لگا دل ہلنے

جو کہ اک روز یکایک مجھے آیا ملنے ۲
ملنا کیسا کہ لیا حضرت دق اور سل نے

درد پہلو سے اٹھا بر سے جو دلبر اٹھا

طپش ہجر کا تبخالہ جگر پر اٹھا

دیکھا پیشانی کو پیش آنے لگے رنج و محن — تیسری شب کو تہا دیکھا گیا ماہ روشن
بال تھے جال صفت بہر گرفتاری تن — اور سیہ فام تھے جون مشک غزالان ختن

قد و قامت سے فراموش ہوئی قد قامت
آ گئے پیش ان اعمال کے اپنی شامت

اوسکی شمشیر نگہ نے مجھے مقتول کیا — نیزہ مژگان نے مری دل پہ چلایا ترچھا
قوس ابرو کا بھی اک تیر لگا ہے سیدھا — چشم فتان سے مری سر پہ ہی نشتر ہونکا

گل رخسار نے سینہ مین چبویا کانٹا
کالی زلفون نے مجھے سخت بلا مین ڈالا

کیا ہے ان لعل لبون نے ہمین جان سے مارا — دور دندان چمک سے نہ رہے ہوش بجا
دیکھو کیا کر رہی ہے ہمسی زبان گویا — باتون مین تنگ کیا قافیہ جسنے اپنا

اسمین لکنت دم تقریر جو معلوم ہوئی
حالت نزع اسیدم ہمین مفہوم ہوئی

خط نے اس کا سہ ہستی مین کیا خط پیدا — اور غبغب نے مجھے چاہ فنا مین پھینکا
کیا کہین کان ملاحت نے جو کچھ حال کیا — سنتے تھے کانون سے جسکو اسے آنکھون دیکھا

دیکھا گردن کو تو ہم بگڑے سے گئے گردن سی
دوستی ایسا ہوا جو کہ نہو دشمن سے

سینہ کے دید سے واللہ ہوا جینا مشکل
ساعد سیمین نے ہی کردیا مجکو گھائل

دیکھکر دستِ حنائی کو گیا ہاتھ سے دل
اور اِس نیلی کمر نے کیا مجھہ کو بسمل

ساق اور پاؤن کی الفت نے ہی بگڑا سر سے
خیر ہوا ایسا بشر بیش جب آئے شہر سے

دہنِ تنگ کا کیا حال کرون مین اظہار
نہ نشان اوسکا ہے معلوم نہ اوسکے آثار

چھوٹا موںہہ اور بڑی بات ہی کہنی دشوار
تنگ کر دیتا ہے وہ ہم کو بوقتِ گفتار

ہم سمجھہ بیٹھے تھے اوسکو کہ مسیحا دم ہے
اور اِس عاشقِ بیدم کے لئے ہمدم ہے

کیون رے دل تجکو مین ہر وقت یہ سمجھاتا تہا
ہین یہ سب بت سنگدلی مین یکتا

بیوفاؤن سے نہ رکھنا کبھی امیدِ وفا
کرتے رہتے ہین سدا اپنے محبون پہ جفا

تو نے ہرگز نہ مرے کہنے کو مانا نادان
جس سے رہتا ہے تو ہر وقت بچشمِ گریان

عشق کے پیچون مین ناحق مین پھنسایا تو نے
جو نہ تھا دیکھنا ہم کو وہ دکھایا تو نے

آتشِ رنج و صعوبت سے جلایا تو نے
دربدر کوچۂ و بازار پھرایا تو نے

تو نے مجنون کی طرح ہم کو کیا دیوانہ
دیکھنا جس سے پڑا ہے ہمین پاگل خانہ

آنکھو مین لاکھون الم اور اکیلا مین ہون
ہجر کے کشتون کی تشریح کا پتلا مین ہون
فوجِ غم سامنے ہے اور تنِ تنہا مین ہون
مفت بھی کوئی نہ لیوے جو وہ سودا مین ہون

نہ مین دیوانون مین ہون اور نہ ہوشیارون مین
مثل آوارون کی پھرتا ہون مین بازارون مین

ہائے اب ہم سے خفا ہو کے گیا ہے پیارا
چل گیا ہجر و غم و درد کا مجھ پر آرا
سنگِ فرقت کا مرے سینہ پہ اوسنے مارا
جسکا ہوتا نہین ہے اسکے سوا کچھ چارا

منتون سے اُسے جا کر کے مناتے ہین ہم
حالِ زار اپنا بکا کر کے سناتے ہین ہم

اے مری جان تمہین کہتے ہین بصد عجز و نیاز
اپنے ناز اور ادا سے ہمین کیجے ممتاز
لو چلو گھر مین غلام اپنے کے اے بندہ نواز
اور اِس غصہ سے یکدم اب آجائین باز

کیونکہ ہم دردِ جدائی سے مرے جاتے ہین
نہ تو سوتے ہین نہ پیتے ہین نہ کچھ کھاتے ہین

ایسی حالت مین ہمین چھوڑ کے جاتے ہو کدہر	مرے پیارے تمہین ہم جانتے تھے نور بصر
ساتھ دم کے مرے دم ہوگا تمہارا اکثر	یہ نہ سمجھے تھے کہ تم جاؤ گے ہمسے لڑکر

ہائے کیون کرلیا ہے ہمسے کنارا تمنے
بے اجل حیف ہمین جان سے مارا تمنے

یاد ہے تمکو کہ تم حسن سے آگاہ نہ تھے	نہ لگاتے تھے کبھی سرمہ نہ شانہ کرتے
رہا کرتے تھے سدا بال تمہارے بکھرے	نہ کبھی میلون مین جانیکو تھے بدلے کپڑے

نہ کبھی دیکھتے تھے آئینہ مین صورت کو
نہ وہ کہتے تھے سخن جس سے کہ کچھ حیرت ہو

میری جان تمتو نہ واقف تھے خود آرائی سے	ناز معشوقون کے سکھلائے تھے تمکو ہم نے
جسکے بدلے مین ہمین دیتے ہو صد صدمے	غم مین رکھتے ہو ہمین غیرون کو خوش ہو کرتے

تمکو لازم نہ تھا اس طرح سے ہمسے کرنا
بلکہ واجب تھا تمہین غم مین ہمارے مرنا

یاد ہے تمکو کہ مین ہوتا تھا جسدن بیمار	تم دوا لاکے پلاتے تھے بہت کرکے پیار
اور بلائین مری سر کی لیا کرتے ہر بار	مجھسے اک دم بھی جدا ہوتے نہ تھے تم زنہار

اب مرے ملنے سے پیارے تمہین کیون نفرت ہے

مری جان سچ تو کہو پہلی کہاں الفت ہے

غیروں کو پیار مرے سامنے تم کرتے ہو
اور ہر اک بات میں تم انکا ہی دم بھرتے ہو

گر وہ اک پل ہوں جدا تم سے تو پھر مرتے ہو
پر مرے پاس تم آنے سے بہت ڈرتے ہو

مینے کیا ایسا کیا تم سے بتاؤ پیارے
جس سے سینہ پہ مری تم ہو چلاتے آرے

ہمسے ہرجائی نہیں جو کریں غیر سے پیار
چھوڑ کر آپ کو اک اور بنا لیں دلدار

بخدا ہمسے نہ ہوگا کبھی ایسا زنہار
جو کیا آپ نے وہ ہمسے ہے ہونا دشوار

اب بھی لگ جاؤ گلے مرے جانے آکر
تم ہو مخدوم مری میں ہوں تمہارا چاکر

گر نہ آؤ گے تو پھر اور کروں گا تدبیر
اک مصور سے کھچاؤں گا تمہاری تصویر

اسکو چھاتی سے لگا رکھوں گا بالصد توقیر
ایسا کرنے سے بہت ہوگی تمہاری تحقیر

غیر تحقیر کی کچھ اور بھی ہوگی تکلیف
جلد سے آؤ مری جان یہاں تک تشریف

ورنہ تصویر سے دل اپنا لگا لیویں گے
اوسے محبوب ضرور اپنا بنا لیویں گے

آپ سے دل کو خدا جانے ہٹا لیویں گے
اور ہم اوس سے محبت کا صلا لیویں گے

اوسکو جب پیار کرین گی تو دکھا کر تجھہ کو
اوس سی خوش ہوونگی ہم جس سی کہ تجکو غم ہو

ایسا کرنے سے مریجان تمہین قلت ہوگی
ہمکو تو بدلے مین تکلیفونکی راحت ہوگی

تسے والد نہ پہر ہم کو محبت ہوگی
گو تمہین ساتھ ہمارے بہت الفت ہوگی

پر نہ ہرگز تمہین ہم پیار کرین گے ویسے
نہ کبھی ہوونگے خورسند تمہین ہم ل کے

ہر گھڑی اوسکی سجاوٹ مین رہینگے بخدا
ایک پل اوس سی جدا ہون گے نہ ہمتو حاشا

اوس لیکے مئے الفت کا پئین گے کاسا
اور سنا ئین گے اوسے حال دل شیدا کا

سامنے آپکے ہم اوسکی بلائین لین گے
اوسکو سینہ مین جگہ رہنے کی خاطر دین گے

صحبت غیر سے اب تو مرے جانی باز آ
تھک کے ہم بیٹھ گئے ہین تمہین سمجھا سمجھا

وہ ہی ہم اور وہی [illegible] ہے ناز و ادا
شکوہ کرنا یہہ تقاضا بشریت کا تھا

جلد آ گھر مری جان مجھ سی بغلگیر ہو تم
چھوڑ کر غیرون کو تتدنہ دلگیر ہو تم

کیونکہ ہم درد جدائی سے مرے جاتے ہین
بار بار اسلئے ہم آپ کو سمجھاتے ہین

ہمکو بلوالیں جو آپ انہیں شرماتے ہیں
اور ناحق ہیں ان اغیار کا غم کہاتے ہیں

وہ ہی گہر اور وہی ہم وہ ہی دلدار ہو تم
وہ ہی مغموم ہیں ہم اور وہی غمخوار ہو تم

ختم کر قصہ جہانگاہ کو شجاع الدین اب
ہوتے ہرگز نہیں بیت بخدا اسکے سب

اسکی الفت میں نہیں ملتا بجز رنج و تعب
اسلئے کہتے ہیں ہم جوش میں اکر یارب

عشق بھیج اپنے مری دلکو تو شادان کردے
اور مرے سینہ میں دریائے محبت بھردے

تضمین

باغمیں دیکھے تہے گل کیسی ہوائے گل تہی
اور ہر اک گل پہ صدا سنتے تہے خوش بلبل کی

آج نہ گل ہی نہ بلبل نہ صدا ہے کچھ بھی
جس سے اے ... میں اب اپنا نہیں لگتا جی

حیف در چشم زدن صحبت یار آخر شد
روئے گل سیر ندیدیم و بہار آخر شد

خواب میں کہیں ہم ہی یار کو ہم بالکل پیار
کبھی کرتی تھی فدا جان کبھی ہوتے تہے نثار

ہائے اس لطف سے کیوں چونک اٹھا میں یکبار
بخت خوابیدہ ہوئی اور ہوئیں آنکھیں بیدار

حیف در چشم زدن صحبت یار آخر شد
روئے گل سیر ندیدیم و بہار آخر شد

خوب ہی دن تھے کہ اس یار سے باہم ہم تھے
اور کبھی اسکی ملاقات سے خالے نہ رہے
اب تو یہ دن ہیں کہ بس ہجر میں تیرے ہیں پڑے
کوئی دم ہے کہ اسی غم میں ہیں بیدم مرتے

حیف در چشم زدن صحبت یار آخر شد
روئے گل سیر ندیدیم و بہار آخر شد

باغ دنیا میں جو ہوتی تھی گل اندامون کی سیر
دیکھکر کہتے تھے سب لائے تشریف بخیر
ہائے وہ ملک عدم کو وہ گئے ہو کر غیر
دیکھتے دیکھتے ہاتھوں سے اڑی مثل طیر

حیف در چشم زدن صحبت یار آخر شد
روئے گل سیر ندیدیم و بہار آخر شد

ایک وہ دن تھا کہ [illegible] میں پیتے تھے مدام
نغمہ و ساز طرب سے تھا فقط ہم کو کام
اب نہ کچھ عیش و طرب ہے نہ ہے دل کو آرام
بلکہ اک جان اکیلی ہے تو صد ہا آلام

حیف در چشم زدن صحبت یار آخر شد
روئے گل سیر ندیدیم و بہار آخر شد

کوئی روتا تو ہنساتے تھے اُسی اکدم مین — اُسکو خوش کرتے تھے جو ہوتا تھا ازبس غم مین
اب اُسی غم کی سرایت ہوئی ایسی ہم مین — نہ رہی جان بہ تن اور نہ رہا دم دم مین

حیف در چشم زدن صحبت یار آخر شد
روئے گل سیر ندیدیم و بہار آخر شد

قصہ ہجر کو مت طول شجاع الدین دے — بخدا ہیبت خود کام بنے ہین کس کے
اب یہ اچھا ہے کہ اللہ سے دل اپنا لگے — تا کہ اسطرح سے پہر کوئی بھی ہم کو نہ کہے

حیف در چشم زدن صحبت یار آخر شد
روئے گل سیر ندیدیم و بہار آخر شد

قصیدہ

بجناب محبوب سبحانی قطب ربانی شیخ سید محی الدین غوث الاعظم جیلانی رضی اللہ عنہ

اب جا کہ کس کی پاس کہین اپنا ماجرا — ای دل فدا برای خدا تو ہی دم دیتا

اس آسیا سے چرخ کی گردش سے آجکل — ہر دانہ عظام و روابط اپنا ہے پسا

قانون صرف اپنی بنا کا اصول ہے — گردان میری واسطے رہتی ہے دائما

اصطلاحات علم صرف بیان ۱۲

ہین اسم کو بہ فعل مری جسم کے تمام — بے جوڑ حرف سا ہون پتا ہین جدا جدا

دنیا کے غم کی نحو سے اب منصرف صفت — صد حاصل الم کا مین معمول بنگیا

اصطلاحات بیان علم نحو

افعال ناقصہ ہین مری ضعف کے گواہ — کچھ اسم کی خبر ہے نہ اپنی ہے مطلقا

محدود جنس و نوع مین انسان کو کہون — ہر فصل ضحک سے مین ہمیشہ رہا جدا

جملہ الفاظ اشعار مستعمل منطق اند

صورت تصوری میرا اب دیکھنے کو ہے — تصدیق ہوگیا مجھے کچھ شک نہین رہا

جہل بسیط و جہل مرکب کے دام مین — یہ طیر نفس ناطقہ انجان پھنس گیا

کلیہ کا نہ درک نہ جزئیہ کی خبر — جز حمق اسکو علم کسیکا نہ کچھ رہا

باقی ہیولی رہگیا صورت بدلگئی — جب انفکاک صورت نوعیہ نے کیا

مراد ازین علم حکمت است

اور فرد جوہری مرا جب منقسم ہوا — ابطال جزو لایتجزی کا ہوگیا

مراد ازین علم کلام است

پھر تو رہی نہ وحدت و کثرۃ کی کچھ خبر — طاری ہوا جو حال فنا فی الوجود کا

مراد ازین اصول تصوف است

خاطر تھی جمع جتنی وہ تفریق ہوگئی — ضرب الم نے جب مجھے مکسور کر دیا

مراد از علم حساب است

گو ہندسون کے جزو مین تبدیل ہوگئے — پر جبر کو مقابلے نے پست ہی رکھا

مراد از علم جبر و مقابلہ

مطلوب گرچہ اپنا تھا مجہول یکسان — لیکن اس طرح سے بھی بر آیا مدعا

ایسا مین مبتلا ہر صداع الم ہوا — کچھ فرق حدث و وجع کا باقی نہین رہا

اصطلاحات علم طب

اعضا جو تھے رئیسہ وہ بیکار ہو گئے — سوء مزاج فکر کا جب عارضہ ہوا

فاسد کیا ہے خون کو سودا کے جوش نے — بلغم کو احتراق سے صفرا چلا گیا

ہلتا نہین ہے ذہن ضعف سے قطبین کیطرح — اک منطقہ ہے غم کا کمر مین پڑا ہوا

الفاظ مستعمل علم ہیئت ۱۲

ہے گردش زمانہ سفلہ پرست سے — وہ دائرہ اب ہین گردش قسری ہوا

قامت ہمارا راست اپنا خط مستقیم سا — اب فرط غم سے ہو گیا ہے شکل قوس کا

ہے تنگ اتنا زاویہ حادہ کیطرح سے — ہاتھ اپنا جو کہ منفرجہ زاویہ تھا

ہے فال مین ہو آمر انکیس کا ورود — اور خانہ ششم مین ہے عقلہ پڑا ہوا

حمرا کا اور نقی کا کیا کہیچون نہ انکچھ — جنکا بیاض اور فرح مین مقام تھا

دیوانگی نے دل سے اٹھایا خیال ہے — صوم و صلوۃ و حج و زکات جہاں کا

مراد از ین امر و نہی حق تعالی اند ... علم ... ۱۲

ناہی امر نہی کا آمر ہوا ہون مین — برعکس مجھ سے ... کا اب غضب ہوا

فسق و فجور ہی مین سدا مبتلا رہا — احکام حق کا کوئی نہ کبھی ہوا ادا

قرآن کی رموز سے جو اطلاع تھی — تحریف غم نے اسکو فراموش کر دیا

مراد از ین علم الفقہ است ۱۲

کیسی دلالت اور اشارت اقتضا — تکلیف دنیوی نے ہے اسکو دیا بھلا

ہے کند طبع ایسی کہ مضمون ہو اگر | چاہون کہ اوسکی ہووے عبارت جدا جدا

واللہ حقیقتاً نہ مجازاً کنایتاً | مجھہ سے بیان اوسکا ہو اصلا ذرا ادا

جو تھی فصاحت اور بلاغت کلام کی
جملہ الفاظ و اصطلاحات علم معانی اند ۱۲
| اطناب فکر نے اُسے معیوب کر دیا

واقع ہوئی ہے حد سے غرابت کلام مین | جب مستتر ضمیر مرا غم مین ہو گیا

حسن کلام اب ہے نہ لفظی نہ معنوی
مراد ازین علم بدیع است
| بالکل خیال جاتا رہا محسنات کا

تفسیر اپنے غم کی کہو کس سے جا کہین | کوئی نہین ہے دوست خفی اور جلی میرا

تحویل دور چرخ مین مقلوب ہو گئی
اصول علم کیمیا است
| ذائب ہوئی مس ہے خالص زر و طلا

فرار مجھہ سے ہو گئے احباب بوالہوس | نار مصائبات پہ قائم جو مین ہوا

العلم نکتہ سے جو مفہوم تھا مجھے
مراد ازین شکر علم جفر است یعنی علم لدنی ۱۲
| تکثیر رنج نے اُسے معدوم کر دیا

کیسے سمر کیونکہ نہوئین کہ تنبورہ خوشی
بیان علم [illegible]
| انگشت غم نے جب اُسے بیٹھا کر دیا

رہتی [illegible] سے سارے جسم کو | جس سے کہ مینڈ عیش کی مجھہ سے گئی ٹلا

نظم عروض [illegible] تقطیع ہو گئی
مراد ازین علم عروض است ۱۲
| اور اپنا تنگ قافیہ اس فکر نے کیا

موزونی طبع کی ہے جاتی خدا گواہ | اب حال اپنا ہو گیا بحر شکستہ سا

افسوس کل حیات کی بالکل ہوئی خراب | اور بار صبر مجھہ سے نہین اُٹھتا ہے ذرا

مراد ازین علم جر اثقال است ۱۲

[illegible]

پڑھ سے بگڑ چکے ہیں بیانات وعظ کے — اب مجکو مفت بھی نہیں کوئی خریدتا

صد حیف لفظ میں عیاں ہوئی خطا — تھا علم جو ادب کا وہ سب محو ہوگیا
مراد ازین علم ادبیات است ۱۲

جاتی رہی سیاست نفسی ذکا کے ساتھ — اور نفس شخص سے جو تعلق تھا اڑ گیا
مراد ازین علم اخلاق است

حافظ نظام ملک بدن کا کوئی نہیں — امور جو ہو ظاہر و باطن کے حکم کا
مراد ازین علم [illegible]

سمجھا کتاب و سنت کو اجماع اور قیاس — افسوس اپنے ہوش میں کیا فرق آگیا
مراد ازین علم فقہ و اصول فقہ است ۱۲

احکام شرع جو ہے مفصل و مجملاً — آئے سمجھ میں میری خدا جانے کیا ہوا

باطن کا حال سکو بتاتا تھا دم میں میں — بشرے کو ایکمرتبہ جب تھا میں دیکھتا
بیان علم فراست و قیافہ ۱۲

کس سے حدیث غم کہیں سنتا کوئی نہیں — حال اپنا جو حسن تھا وہ اب ضعف میں ہوا
بیان علم حدیث

حال رواۃ جو کہ تھا ثابت بہر طرح — اب اختلاف اسمیں پڑا او مصیبتا
مراد ازین علم اخبار است

تعویذ دی ہی اور کوئی پڑھتا ہی منترین — اور کوئی تو بخور جلاتا ہے جا بجا
مراد ازین علم سحریات است ۱۲

کہتا ہے کوئی سحر میں یا خود ہی یہ شخص — اور کوئی دیکھکر مجھے کہتا ہے قیس سا

پر اب تو عقل اڑ گئی میری مثال روح — دیوانون کی طرح [illegible] پھرتا ہون گھومتا

لیتا کوئی خبر نہیں اسوقت میں مری — ہون [illegible] یا گرا ہوا

غمخوار جو تھا ہائے وہ غم دہ ہوا مرا — دلدار تھے پھر وہ مرا دلربا بنا

اور اسپہ بھی جوانوں کی اموات نے مجھے — ابتر کیا خراب کیا دربدر کیا

جو یاد تھی شفا وہ شفا سے ہو گئے — قانون مرے واسطے کا نون بن گیا

از بر تھے جو کہ مجکو اشارات شیخ کے — غم کے اشارے نے اُسے معدوم کر دیا

ملتی نجات فکر سے بالکل نہین مجھے — دانش گئی خرد گئی مخبوط سا بنا

اپنی کہانی مثل مطول ہوئی دراز — لیکن فسانہ غم کا نہ کچھ مختصر ہوا

کشاف کے دقیقہ ہی جو مجھپہ منکشف — مکتوم ہو گئے نہ رہا اونکا کچھ پتا

نکات اور رموز فتوحات کی تھے جو — منسی و مبطل انکا ہی رنج و غم ہوا

باقر کے پنج گنج کی تعلیم جیسی تھی — فرط تفکرات نے اُسکو دیا بھلا

قاموس اور صراح کی جو طرز یاد تھی — افسوس اوسکو ذہن نے اب محو کر دیا

اس شمس بازغہ کی ادلکی اکید ان — تردید لکھ کے خوب ہنسا اور خوش ہوا

پر اب نہ وہ ادلہ نہ تردید یاد ہے — صرف اک رسالہ غم کا ہے دلپذیر لکھا

تلویح جو کہ رہتی تھی زیر نظر مری — توضیح رنج و فکر نے اوس سے دیا ہٹا

مقصود [illegible] کے آجکل — معدوم ہو گئے نہ مجھے انکا ہی پتا

اس صدری [illegible] کو سبق پڑھاتا ہین — ویسے مصائبات نے اُن کو دیا بھلا

تقریر میری شرح ملا صدرہ ہوئی جب — اُستاد اُسکو سُنکے کہا کرتا مرحبا

پر اسگھڑی نہ وہ ہی طبیعت نہ وہ ذہن — اک غم ہے اور مین ہون نہین اسکے کچھ سوا

جیسے کیا تھا سافیہ اور کافیہ کو حفظ ۔ ویسے ہی حق سراجی کا مینے کیا
لیکن ہموم سے مجھی ایسا کیا ہی تنگ ۔ جس سے کہ یاد مجکو نہ کچھ بھی رہا ذرا
کنز و ہدایہ اور بخاری کی نقل کو ۔ ثابت ہین اوسکو عقل سے کرتا تھا ظاہرا
چغمینی اور ریخ کی اشکال کو تمام ۔ اکدم مین انکو کرکے مین حل دیتا تھا بتا
اب بکین ہون ور حضرت غم مین رفیق ۔ جز ان کے میرا کوئی نہین یار باوفا
اک پل جدا وہ ہو تو نہین مجھسے ہی ہائے ۔ کس سے کہون بتا مجھے اے دل فرا بتا
سنتے ہی مجکو بولا وہ ویکر تسلیان ۔ کس واسطے تو فکر و الم مین ہی مبتلا
بتلائے دیتا ہون تجھے اس ذات پاک کو ۔ جسکی مدد سے دم مین یہ اوٹھجائیگی بلا
وہ بولا سر جھکا کے کہ وہ غوث پاک ہے ۔ استادہ جسکے در پہ ہین سب شاہ اور گدا
مقصود اپنا پاتا اُس کا ہر اک غلام ۔ لیتا ہی اوسکی در سے وہ جو کچھ ہی مانگتا
طاقت خدا کی قبضہ قدرت مین اسکے ہے ۔ اور مالک قضا و قدر ہے وہ رہنما
محبوب حق ہی ابن حسن اور حسین ہی ۔ حلال مشکل ... وہ دوسرا
مولد ہے اوس جناب کا جیلان بیگمان ۔ بغداد پائے تخت ہے اوس بادشاہ کا
لیکن یہ بات ظاہری ہی سمجھے کہی ۔ اور معنوی کا اب تجھے بتلا ہون بتا
اعلے مقام عرش معلی سے اسکا ہے ۔ پر حق تو ہی یہی کہ خدا سے نہین جدا

نقطون کا فرق ہی بجز اِسکی نہین ہے کچھ — لوحِ خیال سے نہ بہلانا اِسے ذرا

اور اِسکو جو کہ حق سی ہی نسبت وہ ایسی ہے — جیسی گلِ گلاب مین خوشبو ہی ظاہرا

یا جو علاقہ معنونکو لفظونکی ساتھ ہے — ویسے ہی اُسکو حق سی تعلق ہے برملا

یہ سنکے اتنا مین بہرِ اصل ہوا خوش اور شادمان — اور بسکہ اوسکی لطف کا شکر ادا ہو نہین سکا

اور بعد اوسکے مینے رہِ انکسار سے
مطلع شجاعِ دین کا اک شوق سی پڑھا

مطلع دیگر

اے غوث پاک مین تو غلامونکی التجا — بہرِ خدا و احمد و سبطین و مرتضیٰ

جز تیرے اور کسکو سناؤن مین حالِ دل — جس سی کہ پاؤن اپنے مین اِس درد کی دوا

تو سرورِ لو [illegible] و بتول ہے — اور باغبان کون ہے اِسی گل کے پیشوا

تو بادشاہ [illegible] ہی خدا گواہ — بے شبہ و ریب تو ہی دو عالم کا رہنما

کہتا ہے کوئی پیر تجھے کوئی محی الدین — پر خلق دستگیر کہا کرتی ہے سدا

لیکن مین تجھکو جانتا ہون حامی اور معین — اور غوث بھی مغیث بھی ہون اپنا جانتا

حلال مشکلات بھی تجھکو سمجھتا ہون — اور معطی مقاصدِ دارین اے شہا

جیسے کہ ڈوبی کشتی کو آن ذات پاک نے
مراد ازین کرامت حضرت غوث اعظم
دریا سے تھی نکالی فقط کر کے اک دعا

ویسے ہی مجھ غریب کو دایم کے رنج سے
جلدی سے نوح نیکے نکالو پئے خدا

جون شیر سے بچایا تھا اُس ناتوان کو
مراد ازین کرامت آنحضرت است
مجکو بھی دشمنون کی شرارت سے اب بچا

قابو نہ پائین مجھپہ کبھی وہ سیاہ رو
ہو کوچ اونکا جلد سوئے عالم فنا

تقدیر مین جو ایک کی لکھا فجور تھا
مراد ازین کرامت آنحضرت
وہ خواب ہی مین ہو گیا جو کچھ کہ ہونا تھا

اور بچکیا گناہون سے وہ خوش نصیب شخص
اُس طرح سے بھی مجھپہ کرو لطف اور عطا

اور جسکی قتل ہونی تھی اور لوٹ مال کی
مراد ازین کرامت آنحضرت
وہ وقت خواب ہی مین اُسکا گذر گیا

جس طرح سے جناب نے بدلا تھا اُسکا وقت
ویسا سعید وقت مرا ہو جو ہے بُرا

اور جیسی رفع وعظ مین کی حاجت ایک کی
مراد ازین کرامت آنحضرت
ویسی ہی میری حاجتین ہون رفع برملا

جیسی غلام ہون کو ہوئین انعام نعمتین
انعام فیض ویسی ہی مجکو ہوے شہا

سیّد نہین ہون اور نہ ہی کچھ دعوی نسب
لیکن غلام [illegible] آپ کا

انصاری گو کہ کہتے ہین مجکو تمام لوگ
پر اصل مین ہون [illegible] خاک پا

عالم نہین ہون جو کرون اظہار علم کا
شاعر نہین ہون جو کرون شاعری ادا

لی اون سے ہون جو اوسے لکھوا کی چند شعر
اور اورون سے کیا ہون لکھوا کے برملا

کہتے ہین ہم ہین صاحب تصنیف بیگمان
گو انکا کہنا کوئی نہین مانتا ذرا

پر ایسا وہ جو کہ ہو تحقیر کا سبب
اس سے بچائیے مجھے ہر دم یہ خدا

نے عقلمند ہوں میں نہ نادان ہوں میں
نے کفر و شرک کو میں سمجھتا ہوں مطلقا

توحید جانتا ہوں رسالت کو مانتا
مداح آپکا میں کہتا ہوں جابجا

ہے قادری طریق مرا اور ہی صلح کل
اور ربنا الذین جاؤ پہ ایمان ہے مرا

اس مدح کو قبول کریں گر جناب پاک
منظور تب یہ ہوگی بدرگاہ کبریا

یہ شعر مینے لکھے ہیں از روی اعتقاد
اور طرز عالمانہ سے واقف نہیں ذرا

اب عرض دست بستہ تو کر ای شجاع دین
یا شاہ مجھپہ رحم کی رکھنا نظر سدا

مسکین ہوں غریب ہوں اور ناتوان ہوں میں
صرف آپکی جناب کا ہے مجھکو آسرا

روشن یہ میرا نام قیامت تلک رہے
اور ہو پسند عام کلام و سخن میرا

قصیدہ

شکریہ از طرف انجمن اسلام بحضور جناب مسٹر
ارڈلی نسبٹ صاحب بہادر سابق ڈپٹی کمشنر

بہادر لاہور درباب انتظام مرمت مسجد شاہی لاہور

گلشن دہر مین کس جوش سے آج آئی بہار
وا ہوئے ہین دہن غنچہ بشوق گفتار

ٹوٹتی آتی ہے کیون دامن سبزہ پہ نسیم
ہو گئے کسکی بدولت گل خندان زردار

نشۂ گل مین فغان بھول گئی ہے بلبل
چشم نرگس بھی نہین اب تو چمن مین بیمار

چلتی پھرتی ہے گلی کوچون مین صحت کی ہوا
ہر مرض کیون نہ کرے عالم فانی کو فرار

فکر کسکو ہوئی آسودگی خلقت کے
کرنہ امراض وبا آن کی دلوین آزار

یہی موجب ہے سبب بھی ہے جو اندرون
شہر لاہور کے ہوتے ہین کشادہ بازار

اور تالاب کی تعمیر کرائی سے پئے خلق
تا کہ وہ آب مصفا پیئے اور ذائقہ دار

رہتے تھے موسم سرما مین بھی اور گرما مین
برہنہ مسجد شاہی کے یہ در اور دیوار

سوچتا ہون کہ توجہ سے نظر کی کس نے
اسکا تھا ہو [illegible] کوئی نے غمخوار

ڈھیر ہین اب تو سفیدی کے لئے قلعی کے
اور مرمت کو چونے لگے ہین انبار

سیکڑون کام مین مصروف ہین مزدور ایدل
اور دکھاتے ہین جدا اپنی ہی صنعت معمار

سنگ مرمر کا گمان اہل نظر کو ہو لوے
دیکھی چونے کہ جو دامن مین سفیدی کی بہار

چشم انصاف سے دیکھے جو صبا گل بوٹے
اُن پہ سو بار کرے اِس گل خندان کو نثار

کسکی ہمت سے بنا تو ہی فلک از روز ازل
بخت پھر مسجد شاہی کے ہوئے ہین بیدار

اور مسجد جو طلائی ہے دکانین اُس کی
کسنے سرکار سے فرما کے چھڑائین اکبار

دست ہمت سے کیا چاک دوئی کا پردہ
ملتے خوش ہوکے ہین اب برہمن و دیندار

چشم انصاف سے دیکھو جو دوئی کچھ ہوتی
کرتا تسبیح کی فرقت کو گوارا زنّار

تھی یہی فکر کہ یہ عقدۂ مشکل وا ہو
تا کہ ہو شاہد مقصد کا میسّر دیدار

اسی عالم مین ہوا کھاتا ہوا وقت سحر
سر جھکائے مین در شہر سے نکلا ناچار

دیکھتا کیا ہون کہ موجون کی زبان سے ہر دم
بحر و دریا مین لب دریا یہی کہتا ہے پکار

کیون تو حیران ہے جس شخص نے الفت سے یہان
دل عالم مین لگائے ہین وفا کے اشجار

سن تو گوش دل ناکام سے نام اُس کا اب
آر پی نسبٹ والا ہے یہ دُر شہوار

سنکے پھر مینے کہا واہ رے ہمت تیری
آجکل تیری زمانے مین نہین ہے بیکار

تجھکو ہر روز بڑے مبارک ہووے
لیلی شب یہی کہتی ہے زبان سے ہر بار

نام روشن ہو ہی یا روشن جبتک
چرخ پر شمس و قمر ثابت و نجم سیّار

خضر کی عمر خدا تجھکو عنایت فرمائے
ہو نہ نہ دکھلائے کبھی گردش گردان نہار

سنکے خوش ہوکے کہا اسنے شجاع الدین کو
سجدہ خوب لکھے آپ نے یہ سب اظہار

ایضاً مثنوی بحضور جناب لفٹنٹ گورنر صاحب بہادر و میجر نسبٹ صاحب بہادر از جانب انجمن اسلام لاہور بابت واگذاری دکانین متعلقہ مسجد طلائی

شکر حق کس زبان سے کیجے — دل سے اور لاکھ جان سے کیجے
جامۂ زیست ہم کو پہنایا — اور عدم سے وجود مین لایا
عقل کامل ہمین عطا کر کے — ملک معنی کا بادشا کر کے
راہ صدق و صفا دکھائی ہے — اوسکو زیبا یہہ کبریائی ہے
شکر سو سو کرو مسلمانو — اپنی نیکی بدی کو پہچانو
شکر حکام وقت کا کیجے — دلمین انصاف کو جگہ دیجے
یہی کہتے ہین مہ سے تا ماہی — انکو زیبا ہے خلعت شاہی
ختم ان پر ہوئی جوانمردی — آب و گل مین ہے انکی ہمدردی
شک اگر ہو تو کیجے تحقیق — پہلے شاہان [illegible] طریق
لوگ لٹتے تھے دنکو رستون پر — ظلم ہوتا تھا زیر دستون پر
اب وہی راستہ ہین اسے ہمدم — جنمین لٹنے کا کچھ رہا ہے نہ غم
کھوئی دنیا سے ظلم کی بنیاد — تا بہ محشر کرے گی خلقت یاد

حضرتِ علم کی وکالت ہے
پیٹتی اپنا سر جہالت ہے

رہ مین سونا اچھا سے لیتے جاؤ
خواہ لندن سے جنس منگواؤ

کوئی اتنا بھی پوچھتا ہے کہین
دانت مونہہ مین تمہارے ہین کہ نہین

دیکھو ایسا بھی اک زمانہ تھا
اک نیا روز شاخسانہ تھا

دینداروں کا بس نہ چلتا تھا
آتشِ غم سے دل ہی جلتا تھا

بارِ غم اپنے سر پہ لیتے تھے
اور موذن اذان نہ دیتے تھے

لیک یہ بھی ہے وقت اب نادر
ہے ہر اک اپنے دین پہ قادر

عدل و انصاف کا زمانہ ہے
اب کہان ظلم کا ٹھکانا ہے

اے ولا اتنو اور ہو آگاہ
جس زمانہ مین تھے محمد شاہ

جنکی یہہ مسجد طلائی ہے
جسکی مشتاق اک خدائی ہے

ہے یقین اس مکان پرانے مین
رونقین ہو گئی اوس زمانہ مین

اب مگر [illegible] ویران
بے مکین جیسے ہو مکان سنسان

بخت وارون کی سلدستی تھی
اوس پہ اک بیکسی برستی تھی

دیکھتے تھے جہان کی صورت
تھا سراپا زبان کی صورت

یہی کہتے تھی ہون پڑی خالی
سر پہ میرے نہین مرا والی

اختر بخت خاک دہول مین تھا | رزق قسمت جو تھا نزول مین تھا
تنگدستی بہت ستاتی تھی | مفلسی رنج و غم دکھاتی تھی
دلکی آج آرزو حصول ہوئی | بعد مدت دعا قبول ہوئی
ہین جو دیجاہ آپکی نسبت | میرا وہ حال دیکھکر جھٹ پٹ
اپنی دریا دلی پہ کرکے نظر | مستعد ہو گئے سفارش پر
سونچ کر منصفی عدالت کی | جا کیے فوراً مری وکالت کی
پیش نواب وقت والا جاہ | فخر کی سر پہ جنکے ہے یہ کلاہ
شہ پنجاب یعنی ہنرڈیوس | جنکے وصاف ہین کس و ناکس
جب سنا میرا قصہ جانکاہ | کی محبت سے منصفی کی نگاہ
حال پر میرے اُنکو رحم آیا | یہ مبارک زبان سے فرمایا
جو دکان ایکے ہین سر بازار | یعنے جن پر [illegible] سرکار
ہمنے وہ سب اسی کو دین انعام | کر دین وقف [illegible] نے نام
جب سنا مینے اے شجاع الدین | ہوا اعجاز عیسوی کا یقین
دیکھی آنکھون سے جب مسیحائی | بس دعا یہ زبان پر آئے
جب تلک مہر و ماہ ہین پرنور | آپ قائم رہین جہان مین حضور

رہو فرمان روا رعیت پر	بخت کا ہو عروج پر خورشید
اسی دامن کے سایہ میں دن رات	ہم خوشی سے بسر کریں اوقات

مثنوی در عقائد

خداوندا تو ہے وحدت کا سلطان	تیری قدرت ہی سب شے میں نمایان
تیری ہی ذات اقدس سب سے اعلی	شراکت سے ہی بیشک تو مبرا
نہوتی گر تیری وحدت کی نصرت	بہلا کب ہوتی روشن چین کثرت
ہر اک میں نور تیرا جلوہ گر ہے	یہ سب تیری ہی قدرت کا اثر ہے
ہیں دل سے کرتے سب تیری عبادت	طلب کی ہیں تجہسے استعانت
ہوئی خلقت پہ جب تیری عنایت	نبی کو بہیجا تب بہر ہدایت
احد میں خود صمد کا میم رکھا	کیا پہر آپ کو اُس میں ہویدا
تو [illegible] کو نور ہو کر	سمایا من ذالی اُسنے گہر گہر
عرب [illegible] میں علم اپنا	کیا ذات محمد سے ہویدا
پھر اُن [illegible] سے لطیر ایسا بنایا	کہ اُن کا سایہ بھی ہمنے نہ پایا
خدا کی اُن پہ ہو لاکھوں تحیات	ہیں اُن کی آل پر عنایات
جو چاروں یار اُن کی باصفا ہیں	وہ مقبول جناب کبریا ہیں

ہین اُنہین سی بڑے صدیق اکبر ہین پیچھے اُن کے فاروق مظفر
جو ذی النورین سی حضرت ہین صوف خدا کے اور نبی کے ہین وہ مالوف
علیؓ مولا ہے ہر مومن کا یارو صداقت اسکی من کنت سی ڈہونڈو
وہ ہین مشکل کشائے ہر دو عالم امامت ابتلک ہی جنکی محکم
وو فرزند اُن کے دلبند نبی ہین سخی ابن سخی ابن سخی ہین
اِس اُمت کو وہ رشتے دہو گئے ہین خدائی کے وہ مالک ہو گئے ہین
ائمہ پر سلام حق ہو ہر دم اساس اسلام کی ہے جنسے محکم
ہے زبدہ جنکا شاہ غوث اعظم مریدون کا وہی ہے پیر اکرم
خدا نے اون کو دی ہی ایسی طاقت جو چاہے اُن سے دیکھے خرق عادت
وہ اک عقدہ کشائے دو جہان ہین وہ شہباز مکین لامکان ہین
خدا نے محی دین اُن کو بنایا مریدی لاتخف اُ[illegible] سے کہا ہ
جو کوئی اُن کے در سے پہر گیا ہے جہنم کا وہ [illegible] گیا ہے
الٰہی جب تلک اس دم مین دم ہو نہ میرے دل سے الفت انکی کم ہو
محب ہین حضرت نعمان کا ہون ہین ممنون اُنکی بس احسان کا ہون
ہے انکی بالیقین جعفر سے تعلیم ہے سب نے اسلئے کی اُن کی تعظیم

وہ زینت دین اور اسلام کی ہین | وہ باعث دوری آلام کے ہین
ہے جن کی حق یوسف ایسا بولا | اعدا سے صاحب ذکر معلا

سرمہ فال یوسف [illegible]
نسخے اسماء صحیح [illegible]
تبیان لنا فان [illegible]
خزینہ ھو لیس [illegible]
[illegible]

خدا کا ہو سلام اُن پر ہمیشہ | لگے اعدا پہ انکی حق کا تیشہ
یزید و شمر و مروان اور حجاج | ہوا ہے دین و ایمان اُن کا تاراج
بعید از رحمت حق ہو گئے وہ | بدی سے کیچ کو ہین بو گئے وہ
عدو اللہ سے ہو گی جنکو الفت | نہو گی حق کی اُن پر کچھ عنایت
مطیع انکے انہین کے پاس ہونگے | کہینگے اسطرح سے پھر وہ اُن سے
کہ اگر اکبار ہم دنیا مین جاوین | تو پھر اپنے عقیدہ کو بناوین
یہ سنکر مالک انکو پھر کہے گا | نہین بنا یہان پر کچھ تمہارا
[illegible] | ہے اس عاصی کا بیشک آسرا تو
[illegible] | [illegible] وہ بھی
انہین [illegible] کیا خدایا | کرتا ہو خاتمہ بالخیر ان کا
شجاع الدین برا اہل اسلام | دعا کرتا ہو سب کا نیک انجام
رہین ہم سب بزیر ظل احمد | اور اپنی ہو زبان پر یا محمد

مقطعات و رباعیات

شجاع الدین اک حقیر حق کی مخلوقات مین سے ہون | عدم ہون فی الحقیقت گو کہ موجودات مین سے ہون
ہیولی اپنا ثابت ہی بہ صورت اپنی قائم ہے | ز محسوسات مین سی ہون نہ موہومات مین سی ہون

ایضاً

ہر جا مین ترا ظہور دیکھا ہم نے | ہر ایک مین تیرا نور دیکھا ہم نے
عاجز کو ترے قریب پایا ہم نے | مغرور کو تجھ سے دور دیکھا ہمنے

ایضاً

حریف اور عدی سے خبث طینت سی یہ کہتے ہین | کہ ہمنے تو نہین دیکھی تصانیف شجاع الدین
رسول اللہ سی از بس معجزہ ہی کفار نے دیکھے | مگر انکار ہی کرتے رہی اون سی وہ کج آئین

ایضاً

بعض حاسد یہ قلب کا [illegible] نہین دیکھا ہے
سو یہ کہنا کسی طرح کا ہے سخن لغو شجاع | چاند [illegible] عالم مین چھپا رہتا ہے

ایضاً

ہماری تصانیف کو اہل فضل | بہت دیکھ کر ہوتے ہین شادمان

صلہ کے عوض مین یہ فرماتے ہین	کہ یہہ شخص ازبس ہے شیرین زبان

ایضاً

اعدا سے دقایق تصنیف کو کبھی	ہرگز نہ پائین گے کہ وہ نافہم ہین کمال
اندہون کے سامنے جو رکھی کوئی آئینہ	اسطرح سے خدا کی قسم انکی ہے مثال

ایضاً

وصل اپنی ذات خدا جانے خاک ہے	پھر کیون کہا دین مغل ہین یا ہم پٹہان ہین
یا شیخی شیخی کی کرین ہر اک کے سامنے	یا آپ کو لکھین کہ سیادت نشان ہین

ایضاً

گناہون مین سب عمر اپنی ہے کہوئی	خدا کا ہوا کام مجہہ سے نہ کوئی
صد افسوس دریا سے لہو و لعب مین	ہے کشتی جان جان کر کے ڈبوئی

ایضاً

الٰہی ور گذر [illegible] ہے	نکر محروم مجہکو باب بخشایش سے تو اپنے
شجاع الدین [illegible] اپنا	گنہ گارون کا کوئی ہی نہین جز ذات والا کے

ایضاً

محض لاشئے ہین ہم خدا کی قسم	نار و باد آب و خاک سی نہین ہم

اپنی ہے وہ ان جگ شجاع الدین	جسکو سب جانتے ہین ملک عدم

ایضاً

یا رب بطفیل اہلبیت معصوم	ہو جاوین مرے گناہ سارے معدوم
غفاری سے بحقیقت مٹا دے اسکو	جو نامۂ عصیان مین مرے ہو مرقوم

ایضاً

بفریادم رس یا غوث اعظم	خطا وارم زبس یا غوث اعظم
شجاع الدین ہمین ورد زبان کن	ندارم جز تو کس یا غوث اعظم

ایضاً

کچھ فخر نہین علم کا مجھکو نہ حسب کا	اور شوق نہین دل مین ہی اظہار نسب کا
صرف اتنی مجھے کافی ہے کنہی کو فضیلت	امت سے محمد کی ہون اور بندہ ہون رب کا

ایضاً

کوئی ہے مست اپنی زہد اور پرہیزگاری مین	کوئی مغرور ہے [illegible] مین
کوئی ہو دولت و جاہ و حکومت پہ بہت مغرور	مگر ہم ہوش [illegible] الدین [illegible] ساری مین

ایضاً

وقتہا خلقنا ست ایسا مبین ہے	کہ جز خاک کی ذات انسان نہین ہے

شجاع حزین آپ کو خاک سمجھو ۔ اگر کچھ نہین چشم عین الیقین ہے

ایضاً

اے شجاع الدین سمجھ رکھ آپکو سب سے ضعیف ۔ کیون کہ تصدیق اسکی کرتی ہے یہ آیۂ شریف

گرچہ انسان کی لیے

گو بہانے کے واسطے خالق نے راہ لطف سے ۔ احسن تقویم فرما کر کیا ہمکو لطیف

ایضاً

دراصل یہ دیوان نہین راحت افزا ۔ پر درد کے مضمون سے سارا بہرا

گر ہے بہی تو ہے عشق حقیقی بالکل ۔ اور عشق مجازی نہین اس مین حاشا

ایضاً

افسوس کہ چورون نے ہمارا دیوان ۔ برباد کیا اور نہ رکھا اسکا نشان

پر ہوتا ہے کیا جب کہ خدا ہو حافظ ۔ گو دشمنی کرتے ہین اہل عدوان

ایضاً

گو قابل شہر [illegible] دیوان میرا ۔ پر سعی سے احباب کے مطبوع ہوا

امید کہ ناظرین [illegible] ہین اسے ۔ اچھا کہین اور بخشین جو اسمین ہو خطا

ایضاً

پاکو کر کے دور النسیان کو دیکھو ذرا ۔ ہوگا ظاہر [illegible] انکے خاص [illegible] نشان [illegible]

پس خطا و سہو ہے اس ذات انسان مین ضرور	اسلئے ہے پردہ پوشی اوسکی واجب دائما

ایضاً

توشہ قلیل اور سفر ہے بہت طویل	مقصود پر پہونچنے کی کچھہ ہی نہین دلیل
لیکن اگر کرم کیا حق نے شجاعِ دین	پھر اِس سفر کی خوب نکل آئے گی سبیل

ایضاً

ہمارے واسطے دار المحن ہے یہ دنیا	کہ ایک لحظہ نہ آرام عمر بھر مین ملا
خدا ہی جانے قیامت مین اے شجاع الدین	ہمارا حال جگر سوز ہوویگا کیا

ایضاً

نہین کہتے کہ ذی وقار ہین ہم	نہین کچھہ کرتے افتخار ہین ہم
لیک یہ سچ ہے اے شجاع الدین	اک زمانے کی یادگار ہین ہم

ایضاً

نظر سے اپنے ہوا دور جب سے نور العین	ہے ہر گھڑی [illegible] شیون و شین
مرین کہ جائین نکل شہر سے شجاع الدین	یہ جھگڑے ہین بدن و روح کے مابین

ایضاً

زمانہ مجھ سے ہے بگڑا خدا نہ بگڑے کہین	بتو نہ مجھ کو ستا کہ مجھ مین جان نہین

عدم سے آیا ہون اور پہر عدم کو جاؤن گا
مگر سنا کروگے قصہ شجاع الدین

ایضاً

جو سخنور ہین ای شجاع الدین
نہین ہوتے ہین نام اُن کے گم
بخدا ایسے ہی ذریعون سے
ہوگئے یادگار عالم تم سے

ایضاً

جو آکے دہر مین ہمنے اٹہائے رنج والم
بتاؤ کس سے کہین جو کہ بانٹ لے غم وہم
شجاع اب تو کر و فکر اپنے چلنے کا
کہ ساتھ والے سبھی چل بسے بملک عدم

ایضاً

یارب مرے عصیان کیطرف دہیان نکر
رسوائی کا میرے کوئی سامان نکر
غفار ذنوب ہے مری ستار عیوب
مشہور مرا نامۂ عصیان نکر

ایضاً

وقل یا عبادی [illegible] سنا ہے
کہ اللہ نے کیا کچھ احسان کیا ہے
پھر اسپر بھی [illegible] کے
یہہ ارشاد لا تقنطوا کا ہوا ہے

ایضاً

ولا آجکل جو تیرے عرض ہے
بہت اوس کا گو طول اور عرض ہے

وہ ہو گی قبول اسکی امداد سے
جو شیخ السموات والارض ہے

ایضاً

یا غوث پاک مجھکو غلامی مین لیجیے
اپنے سوا کیکا نہ محتاج کیجئے
جس چیز کی ہو مجکو ضرورت زمانہ مین
اپنے جناب سے مجھے وہ چیز دیجیے

ایضاً

پہلے بھی عدم تھا اور پیچھے بھی عدم
اِن دو عدمون کے درمیان آئے ہم
پس جو جو وجود درمیان دو عدم
وہ بھی ہے عدم شجاع اللہ کی قسم

ایضاً

بہت سا حصہ مری عمر کا گیا گذرا
مگر نہ ہائے کوئی کام مجھسے نیک ہوا
کرو گناہون سے اب توبہ وقت آخر ہے
کہ ہمنے اس کے سوا اور کچھ نہین سونچا

ایضاً

شجاع الدین ہوا کیا جو کہ تم معصوم ہوتے ہو
بجز افسانۂ غم کچھ [illegible] کہتے ہو
ہوئی مرگ جوانان سے حالت آپکی ایسی
و یا کچھ صدمہ ہائی [illegible] پہ سہتے ہو

ایضاً

صد شکر مری زبان ہی جز حمد خدا
اور منقبت و نعت رسول دوسرا

کچھ اور نہ نکلا سجز اسکے واحد
جیسا کہ سخنورون کا شیوہ دیکھا

ایضاً

خدایا مری عفو تقصیر ہو
شجاع حزین تیری تائید سے
بُرائی مین میری نہ تشہیر ہو
نہ دین اور نہ دنیا مین دلگیر ہو

ایضاً

خدا قریب ہے دیکھو وسخن اقرب کو
مثال آئینہ کی صاف تم رکھو دل کو
نہ کعبہ اور کلیسا مین تم اوسے ڈہونڈو
کہ تا کہ تمپہ ہو ظاہر وہ اور نہ حیرت ہو

ایضاً

سینہ ہمارا آئینہ سان صاف دیکھ لو
ہم بات کوئی کبر کی کرتے نہین شجاع
پاؤگے اوسمین کچھ نہ کدورت کو دوستو
گر کرتے ہین تو عجز کی کرتے ہین گفتگو

ایضاً

نہین رہتے ہین [illegible] ایکدم خالی
کسیکا کوئی مونس ہے کسیکا کوئی ہمدم ہے
بہلا پہر کسطرح سے ہوگی اِس عالم مین خوشحالی
مگر اپنا شجاع الدین خدا مالک ہے اور والی

ایضاً

سناؤن کسکو مین احوال پُر ملال اپنا
کہ غم کی آگ نے سینہ مرا جلایا ہے

منافقون مین سی ہونا نہ تم شجاع الدین	کہ ان کے واسطے فی الدرک الاسفل آیا ہے

ایضاً

نفاق رہتا ہے بس دور اہل ایمان سے	کہ جیسے عقل نہین آتی پاس نادان کے
منافقون سے ذرا بچنا اسے شجاع الدین	کہ وہ خدا و رسول خدا کے ہین رانده

ایضاً

کونین مین سب چیز کو فانی سمجھو	اک ذات خدا کو جاودانی سمجھو
اور اپنے وجود کو شجاع الدین تم	قصہ سمجھو کہ اک کہانی سمجھو

ایضاً

شجاع الدین جب سی عالم ہستی مین آئے ہین	بہت سنگ الم آئینۂ دل پر اٹھائے ہین
رہے ہم نہ ادہر کے نہ ادہر کے اب کرین کیسے	عجب اس نفس شیطان نے ہمین سبز دکہائے ہین

ایضاً

تمہارے جانے سے ہم جیتے جی ہی جان بسر کیئے	مگر نہ اسے [illegible] ہم تمہارے سے بچے
دم وصال کشادہ ہین اسے شجاع الدین	و اسے ہمیشہ رہے [illegible] ہجر کے صدمے

ایضاً

تمہارے جانے سے دل میرا بیقرار رہا	جگر فگار رہا دیدہ اشکبار رہا

لقا تو رکہو کنارہ تم ای شجاع الدین | کہ خواب مین بہی نہ وہ مجہہ سے ہمکنار ہوا

باب مناقب

قطعہ تاریخ از مؤلف سطور ہذا اعنی حکیم ابو اسحاق محمد شجاع الدین انصاری

جبکہ یہ تحریر فضل ایزدی سی چہپ چکی | فکر تب تاریخ کی دل مین مری پیدا ہوی
ناگہان اک ملہم غیبی نے یون آواز دی | اے شجاع الدین کہدو داغ ہجران ہے یہی

تقریظ از طبع نقاد عنی میر کرامت اللہ صاحب فرزند ارجمند جناب میان اسد اللہ صاحب آنریری مجسٹریٹ امرتسر

عشق تند از چارہ و تدبیر افزون تر شود
خار این صحرا اگر آبے خورد نشتر شود

ہر چند میخواہم کہ دست خامہ را حنا بندم تا از عہدہ رنگ بستن بر آید۔ و بصرت آنچنین ذوالفقار چون اسد اللہ خیبر شکن نہ پسندم کہ از خود کلمہ تمجید بہ توحید سر آید۔ اما چکنم کہ صاعقہ وا ایجاد الیہ [illegible] ابصار در زبان نمودہ میان میان قلمدان بتقلیم بہ قسلم نمودن سران سودا [illegible] حاشیہ قرطاس چون ماہی بے آب بیتاب۔ و بہ عقاب حکمی انداز شیر شکاران مجسم کہ اغربہ عرب را بہ ترکتازی چین بر جبین شدہ جرعہ آشام آب می نہند سازند و شکرہ نسرین دم را از پرواز باز آرند۔ بے تاخیر در شتاب۔ مانم کہ

از جوش اشتیاق بہ استباق اشتیاق و از خروش نالۂ فراق عشاق مصداق
اللہ اللہ عاشقی باقامت ابروکمندی کردہ است ۔ باہمہ پستی تمنار بلندی کردہ است
چون از خامہ و وزبان این سخن گوشم خورد گفتم اے قلم زبانت دراز مکن کہ قلمت شست
شگافد ۔ و روشنائی رویت سیاہ نماید ۔ سبحہ اشک وسبح بالعشی والابکار
درپیچید ۔ ہمین یک حرف شدہ مثال آئینہ سر بزانو گردید ؎

مرہم میار بہر دوا اے سن ای طبیب	این درد عاشقی ست بہ مرہم نمے شود

چون خاطر شکستہ سراپا بہ محجور و دلخستہ بودم در حالت زار و نزار قلق بر قلق تمودم پراگندگی
جمعیت رشتہ سنگ و آبگینہ بصفائی جوہر تازہ ساختند ۔ و بنای نامی مولوی معنوی ہم آوازہ ؎

بشنو از نے چون حکایت میکند	واز جدائیہا شکایت مے کند

عروس عنار مجلی ۔ جلیہ نواز درہم درآمد ۔ کہ بہاج روح روح پرور خود راحت بیفزاید ۔
ندانم مطلع الیوان فراست بود کہ منبع دیوان کیاست ایاگ [illegible] ان ست ۔ بجود
درآمدم و سرائیدم اگر داغ ہجران ہمینست بازم ہم و [illegible] لام برسانید ۔ و
نسخہ کہ شربت و پیدار عیان سازد بہ آب اندازید ۔ اگر کدام [illegible] است پس
ہمین داغ ہجران ست ۔ کتابیکہ از کشادنش روئے لالہ زار خلد بروی حدی کشاید
ہمین طرفہ دیوان ۔ روانی معانی اش برائی محجور ثلاثہ بند ساختہ ۔ نے نے مجھا

بے خزائنش گلزار جنان از اربعه و ثمانیه از نظر انداخته

لراقمه درابینا نظمه نظم الثریا	وشعری منه غارت فی الاقوال
متانت گفت در گوشِ فصاحت	سراپا نیست خالے از لطافت
نزاکت چاک زنازک خیالش	نمک خوارِ قد بیانش ملاحت
کتابے مستطابے لاجوابے	غلط گفتم بیاضِ باغ راحت
چہا باگوہر باطن اہل دل گفت	بہ بین این سرمۂ چشم بصارت

لله در قائله کیف اتی بفصل خطاب - ونطق بالحق والصواب قد شدد ویده واخترع وابدع وسجع وصنع واجاب - زینه بالفصل والوصل والایجاز والاطناب - چرا نباشد کہ ریختۂ قلم آنچنان نافہ کشا زلفِ عذار سخن است کہ ضیا رحاش مو بر اندام شہباز راست نماید کہ ناگہ الامان والحفیظ

ہمے سراید ے ز اعجاز کلامش یافت جان پیدا قالبہا	تو گوئی آب حیوان میچکد ہردم ازان لبہا

حکیم علے الاطلاق [illegible] الکلام نخلبند ریاض ابہت و عظمت کہ حکمت را ایۂ عزت و امارت انگا[illegible] بیان کہ ہر مصرعہ اش جان بلاغت است و در زمین شعر کوس لمن الملک نواخته - اینک بمعما گویم - درباب ے

ازان شد مخنطہ گردان زمانہ	کہ مشتق نام ازو دارد شجاعت

اوستاد نکتہ شناسان ارباب فنون معلم سخنوران ربع مسکون ہے

دبیرے کہ اوج سخن خاک او	عطارد و ثنا خوان ادراک او

اے دل مضمحل۔ چون حکیم شجاع الدین محمد شجاع مرویست کہ آب پنجاب از دست مصنف این کتاب مستطاب است۔ و محرر این صحیفۂ لاجواب طوطی طبع مقال ناطقہ بوصفش زبان لال است۔ کس را چہ مجال کہ بیهال کمالش بہ زنجیر تحریر در آورد۔ لہذا میر کج مج زبان ژولیدہ بیان بگذار و قطعۂ تاریخ بیار۔

قطعۂ تاریخ

شجاع سخنور چہ دیوان رقم زد	جوابے ندارد چو ام الکتاب
پیام خدا گفت روح الامین	کہ قل ان هذا الشیٔ عجاب
	۱۲ ۔۔ ۔۔ ۔۔ ۸۴

ایضاً

برون از رنگ چاپ مدہ آب و تاب و رنگ و خط	چو دیوان شجاع الدین محمد مخزن حکمت
عنادل نغمہ وا و دے علت ترا و دیدہ	گلے از گلشن صورت
	۱۸

ایضاً

مطبوع طبائع جہان شد	دیوان جناب ... حکمت
خوش بر سر سدرہ حضرت وحی	تاریخ بگفت خوبصورت
	۱۲ ۔۔ ۸۴

یہ قصیدہ نعتیہ بجناب سرور کائنات علیہ السلام بطور ضمیمہ کے درج کتاب ہذا ہوا ہے

اے احمد بے میم تو وہ ذات ہدیٰ ہے — جسکا نہ نظیر آج تلک کوئی ہوا ہے

اے ختم رسل جان ہی تجھپہ فدا ہے — بیمثل تجھے خالق اکبر نے کیا ہے

تو باعث ابراز حدوث اور قدم ہے — تو آئینۂ کثرت و وحدت کی جلا ہے

تو موجب تکوین دو عالم ہے بلاشک — تو مالک لوح و قلم و ارض و سما ہے

صورت کو ملی قائمی ہے تیرے بدولت — اور اصل ہیولیٰ کو ملا تاج بقا ہے

اعراض و جواہر ہیں تیری ذات سے قایم — بے شک تو عجب مظہر اسرار خدا ہے

ہے ناطقہ بے نطق تیرے نطق کے آگے — بیدرک تیرے سامنے عقل حکما ہے

وہ افصح عالم ہے تو جو سامنے تیرے — لکنت میں رہا کرتی زبان بلغا ہے

جس طرز پہ اوصاف تیرے حق نے کئے ہیں — اس طرح سے ہرگز نہ مجال شعرا ہے

بے شائبہ تو سایۂ حق ہے میرے مولیٰ — کیا جسم ترا نور کے سانچے میں ڈھلا ہے

کہنا [illegible] ان کی شایان — قرآن ہے ترا وصف تو ممدوح خدا ہے

امت [illegible] ت اول و آخر — ہر سمت سے ہر گوش میں اس کی ہی صدا ہے

صد شکر [illegible] پیدا ہوئے ہم ہیں — امت میں ہی ہونے کا تیرے فخر بڑا ہے

قربان [illegible] سے دین کی مددگار — وہ دین کہ جس دین کا نگہبان خدا ہے

عزت سے نہیں بلکہ غربت میں ہے مشتق — الدین غریب جیسے حضرت نے کہا ہے

اب تک تیرے اس دین میں ہے یہ معجزہ باقی — ہر جا میں گروہ علما و فضلا ہے

جو تفرقہ پڑ جاتا ہے جہال کے دل میں — اک آن ان عالموں سے وہ دفع ہوا ہے

اوستاد نکتہ شناس

ان دعوت
ہیں ہر ملک میں واسد
یا اس دین کی مصباح کو تو نے
اک دم میں اڑا یا ترے دین کی علما نے
جو معترض اس دین پہ ہوئے تھے حکما بعض
چرچا ہے بہت مدرسہ میں دین کی ترے
مدعو کیا جب دین نے فقیر اور غنی کو
جب دین ترا حق ہے تو ہے حق کو تعلی
ہے دین کی ترتیب خدا با احدی سے
کرتا ہے مخالف جو کبھی دین پہ ایراد
اتنا تک ہے ترا دین تو ہی ملک ہے اوجی
ادبار و تنزل میں نہیں آئے گا ہرگز
اول میں ہوں میں وسط میں ہے یہ شان ہر
پھر خوف تباہی کا ہو کیوں کشتئ دین کو
جس فقر سے ہے فخر تجھے دین کی وہ شان ہے
قربان ترے فقر کے اور فاقہ کشی کے
یہ فقر ترا ایک ہے اللہ کو مرغوب
منسوب ہے اسکے ہیں ائمہ و صحابہ
جس دولت دنیا کو کیا ترک تھا تو نے
ثابت ہوا منزل سے خوب ہے ہم کو
[illegible] غنا کی ترے اس دین میں ہی ہے

جیسا کہ صحابہ کا بھی کام رہا ہے
چرچا ترے اس دین کی ترقی کا ہوا ہے
پھر کیوں نہیں اس دین میں نہ بقی نہ دیا ہے
جس وقت مخالف سے کوئی حرف سنا ہے
مردود ہوئے جیسا کہ ہر ہرزہ درا ہے
قرآن و حدیث اور کہیں قول فقہا ہے
تبلیغ کی تعمیم کا تب عقدہ کھلا ہے
پھر کیوں نہیں پر غرضہ تیغ جھلا ہے
گو دوں میں حکیموں کی نہ بالکل پڑا ہے
کافور کی مانند وہ اک دم میں اڑا ہے
برعکس نہیں اس کے جو وہم ضعفا ہے
جس طرح سے اس دین کو لئے تو نے کہا ہے
اور یہ بھی مسیحا ہے نہیں فرق ذرا ہے
ملاح جو اس کشتی کا تو آپ بنا ہے
پھر کس طرح [illegible] ہے
اس بات پہ مفتو [illegible] ہے
قرآن سے یہ ثابت [illegible] ہے
پھر کس لئے مطعون [illegible]
دینداروں نے ہی صدق سے اپنا سپہ کیا ہے
بیشک ترے اس دین میں سدا فقر رہا ہے
وہ فقر خدا جانے نہیں کھتا ذلہ ہے

پر ہے یہ تعجب کہ اسی وقت میں اسلام — بڑھتا گیا ہر لحظہ و ہر صبح و مسا ہے
بے شک ہے ترے دین کا خدا حافظ و ناصر — اس بات کا اثبات بھی قرآن سے ہوا ہے
تالیف قلوب ایسی بتائی ہمیں تو نے — جو شخص جدا ہم سے ہوا تھا وہ ملا ہے
لیکن جو مسائل پہ کبھی ہوتا ہے جھگڑا — وہ اصل میں حق ہے نہ حقیقت میں خطا ہے
یہ ہے غلطی فہم کی جو کہتے ہیں ایسا — اس دین میں بڑی جنگ ہوا اور شور بپا ہے
جس طرح سے یہ علم ہمیں تجھ سے ہی پہنچا — ویسے نہ کسی دین میں دیکھا نہ سنا ہے
بے عقلی سے عاقل بنے بے علمی سے عالم — واللہ کہ ما ینطق کی ایسی ہوا ہے
تہذیب کی تعلیم بھی تجھ سے ہی ہر اک کو — وہ خوب سمجھتا ہے جسے فہم رسا ہے
اس علم کا اور عقل کا تہذیب ہے زیور — دولت نہیں ہرگز یہ خیال حمقا ہے
حاصل کرو تم علم کو دولت کو نہ ڈھونڈو — ارشاد ترا سچ ہے درست اور بجا ہے
ہے نام خدا جیسے بڑا ہی ترے دین میں — ویسے ہی تری قوم کا رتبہ بھی بڑا ہے
ہے تاب کسے جو کہ مٹائے ترے دین کو — حافظ ترے اس دین کا خود آپ خدا ہے
روشن ہوا اسلام ترا جس گھڑی تو نے — کی اسکے لیئے حق سے دل و جان سے دعا ہے
ہے روشنی اسلام کی ہر سمت سے ظاہر — مشرق میں اگر نور تو مغرب میں ضیا ہے
کر حق سے [illegible] ت تری قایم — جب تک کہ یہ آتش ہے اور آب اور ہوا ہے
تابان [illegible] کا سدا کوکب اقبال — ہو وہی نصیب اسکے جو ادبار و بلا ہے
محفوظ [illegible] کی ہوا سے — عالم میں جو روشن تری امت کا [illegible]
جب [illegible] رتبہ تھا اس کا — ایسا ہی ہمیشہ رہے [illegible]
و [illegible] ہی ہیں معظم — ایسے ہی خدا سے [illegible]
آ میرے لیئے بھی تو دعا کر میری مولے — افتاد [illegible]
عاصی ہوں خطا وار ہوں غفلت میں پڑا ہوں — ہر سمت سے [illegible] ہم کی صدا ہے

کر دفع اسے بہر خدا اے شہ کونین — اس غم نے مرا ہوش نہین رکھا بجا ہے

لکھی اسمین غزل اک شجاع ادب آموز
ممدوح ترا آج شہ ہر دو سرا ہے

اے سید کونین تجھے زیب ثنا ہے — بیشک تو خدا سے نہین اک لمحہ جدا ہے
تو صاحب اسرا ہے تو مصباح ہدی ہے — تو مالک اعجاز ہے اور عقدہ کشا ہے
جو نام ترا عرش معظم پہ لکھا ہے — عیسی کی شفا موسی عمران کا عصا ہے
کیا نام ترا نام خدا صل علی ہے — ہے تاج فقیرون کا سلاطین کا لوا ہے
اونچے سے ہے اونچا ترے اس نام کی تاثیر — اللہ کو ملا جسنے ترا نام لیا ہے
پیغمبرون مین صفت نہین وہ جو ہے تجھ مین — واللہ تو محبوب مدح کا محمود ہوا ہے
اس خلق کے اس حلم کے اس رحم کے قربان — اعدا پہ بھی تیرا کرم و لطف رہا ہے
معراج مین اوحی سے جو باتین ہوئین تجھسے — جبریل کو اس کی نہ خبر ہے نہ پتا ہے
جب رب نے تجھے سمجھا کہ تو عین عجب ہے — پھر کس طرح تجھ کو کہین تو رب سے جدا ہے
اس مرکز وہ مجھ سے ترا ہو وے جو عاشق — یا جسکو نہ کا ہو کہ یہ مضمون نیا ہے
کیا ہے مرا منہ جو ترے اوصاف و ان مین — ہین اک غیبی [illegible] ہے
شایان خدا ہی کو تری مدح سرائی — مخلوق کا [illegible] ہے

مداح ہے تیرا جو شجاع جگر افگار
انصاریون مین سے ہے غریب الغربا ہے

اس [illegible] کو کوئی شخص بلا اجازت مصنف کے چھاپنے کا مجاز نہین

[illegible]

صفحہ	سطر	صحیح	غلط	صفحہ	سطر	صحیح	غلط
۶	۶	رستا	رستہ	۶۲	۹	کوڑے	کوری
۷	۱۵	ماجریا	جان جریا	۶۳	۱۳	مرادل	میرادل
۹	۵	زندان	راندان	۶۴	[illegible]	مرادا خل	میرادا خل
۱۰	۱۲	شجاع دین	شجاع الدین	[illegible]	۱۳	قال	قال
[illegible]	۱۳	نقطا	نقطہ	۶۵	۸	بیٹھی	بیٹھے
[illegible]	۶	صحت	صحبت	۶۷	۱۲	جدا نامرا	جدا مرا
[illegible]	۷	نیا عشق	نہا عشق	۶۸	۱۱	صنم	منم
[illegible]	۱۱	بہت طول طویل	بہت طول طویل	۷۷	۵	میری	مری
[illegible]	۹	ترا	تیرا	۷۹	۱۳	چیتونگی	بتونگی
[illegible]	۲	کاٹنا	کاتنتا	۸۴	۱۰	درو ندان	وعدو ندان
۱۵	۷	بیت بالی	بیت ثانی	۹۳	۹	کیون ملک	وہ ملک
[illegible]	۱۴	جلد آ ابر	جلد ابہر	۹۶	۱	وجع مین	وجع کا
[illegible]	۴	عذب البیان	عذب اللسان	۹۸	۱۳	گرا ہوا	گرا ہوا
[illegible]	۹	مرا	مرا	۱۰۸	۱۰	جوتی کی لگی	جوتی لگی
[illegible]	۱	اور بہا لے ہے	اور بہا لے اوزہ	۱۱۱	۳	جن مین	خن یوسف
۲۸	۹	جہڑکی سے	جہڑک سے	۱۱۳	۱۰	تارو	تازو
۳۴	۱۱	مری	تیری	۱۱۸	۹	[illegible]	جو جو
[illegible]	۱۰	تنہا	سا				
۴۴	[illegible]	[illegible] تی	ہوا تین				
			میرا				
			میری				
[illegible]	۴	[illegible]	آ سہجن				
		مری					
[illegible]	۲	ڈھل					